

وحدت..... مگر کیسے؟

ذراتِ تصوف سے وابستہ گروہوں کو دیکھیے عقیدہٴ توحید کی سادہ تعلیمات کو چھوڑ کر وحدۃ الوجود، وحدۃ الشہود اور حلول کے فلسفیانہ عقائد کے پرستار ہیں یہ کافر و مشرک اقوام کے کفر و شرک والحاد سے نکلے ہوئے گندے نالے ہیں جنہیں موج کوثر سمجھ لیا گیا ہے، تاویلات صفات کا شجرہٴ نسب بھی وہیں جا کر ملتا ہے، ان فلسفیانہ اور متصوفانہ عقائد نے اسلام کا پورا حلیہ بگاڑ رکھا ہے اور حلال و حرام کے سارے ضابطے کا عدم کر رکھے ہیں، ایسے احوال میں وحدت کلمہ اسی وقت نفع دے سکتی ہے جب اس کلمہ کے تقاضے میں اسلام کی ”سادہ توحید“ کو اپنایا جائے اور ان فلسفیانہ و متصوفانہ عقائد کے سارے سوتے خشک کر دیے جائیں جنہوں نے اُمت کو اعتقادی اور عملی طور پر بکھیر رکھا ہے۔

حیا نہیں ہے زمانے کی آنکھ میں باقی

کوئی فرد ہو یا گروہ یا پوری قوم، اللہ کے ڈر اور آخرت کی باز پرس سے عاری ہو جانے کے بعد دنیا میں سلامت روی اور امن کوئی کی ڈوران کے ہاتھ سے چھوٹ جاتی ہے، وہ سلامت روی کا لاکھ مظاہرہ کریں ان کا ایک ایک قدم گمراہی کا داعی ہوتا ہے، وہ امن کوئی کے لاکھ اسٹیج اور بینر سجائیں ان کا ہر بول اور ہر عمل کسی بڑے فتنے کے سمندر میں گرنے والی نالیوں کی حیثیت رکھتا ہے، جو افراد اور اقوام آسمانی شریعتوں کے احکام کو پس پشت ڈال کر لبرل، ماڈرن، اور سیکولر بننے کو سرمایہ افتخار قرار دیتی ہیں وہ خلق خدا اور اقوام عالم میں ”آزادی“ اور ”امن“ کے خوب صورت نام پر فتنوں کی تجارت کرتی اور تباہی و بربادی کے ایڈز پھیلاتی ہیں، انھوں نے اللہ کو بھلا کر حقیقت میں اپنے آپ کو بھلا دیا ہے، یہ سچ ہے کہ انھیں اپنے اور اپنی قوم کے حقیقی مصالح کا علم نہیں رہا ہے، وہ دنیا کی اقوام میں برائیوں کے فتنے بوکر اللہ سے بغاوت کا اعلان کر رہے ہیں اور اللہ کے باغی سزا پا کر رہتے ہیں، اسلام کی پاکیزہ اور اعلیٰ آسمانی تعلیمات انھیں ایک آنکھ نہیں بھاتیں، وہ عالم اسلام کی پاکیزہ معاشرت کو لبرل اور سیکولر بننے کا درس دیتے ہیں، وہ اقوام مغرب میں اسی حیوانی آزادی کے ہاتھ فطری خاندانی نظام کے ٹوٹ پھوٹ کے مہلک جراثیم عالم اسلام کی پاکیزہ معاشرت میں پھیلانا چاہتے ہیں، وہ مساوات مرد و زن کا نعرہ الاپ کر مسلم عورتوں کو بازار کا خوب صورت سامان تجارت بنانا چاہتے ہیں، وہ ”آزادی نسواں“ کے باطل افکار و خیالات کی راہ سے مسلم خواتین کو خاندانی و تربیتی ذمہ داریوں سے نکال کر نائٹ کلبوں اور رقص گاہوں کی متاع عیش و عشرت بنانا چاہتے ہیں اور اسی حیوانی آزادی کے نام پر نوجوان نسلوں کو مخلوط تعلیم گاہوں میں پروان چڑھانے کے لیے عالمی دباؤ ڈالتے ہیں۔ اسلام کے ہاتھوں عالم اسلام کو تمام اقوام عالم پر اخلاقی پاکیزگی کی جو برتری حاصل رہی ہے حیوانیت کے تباہ کو وہ قطعاً گوارا نہیں اس لیے وہ مسلم قوم کو بگاڑ کر، خوف خدا، ایمان اور عمل صالح کی پاکیزہ سطح سے کفر و الحاد، فسق و اباحت کی گندی گلیوں سے

گزارتے ہوئے حیوانیت اور شیطنت کے اپنے مرغوب معیار زندگی پر لے آنا چاہتے ہیں، کیا انھیں اللہ کی وعید کا خوف نہیں:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۖ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَاللَّهُ يُعَلِّمُ ۖ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ [النور: ۱۹]

”بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی و بدکاری پھیلے ان کو دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہوگا، اللہ

(مولانا عبدالوہاب مجازی)

جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔“

الاعنصل

یکے از مطبوعات دارالدعوة السلفية

شماره 47 جلد 65

یکم صفر المظفر 1435 ۱۰ جمعة المبارک 06 تا 12 دسمبر 2013

مجلس ادارت

- شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی
- مولانا محمد اسحاق بھٹی
- مولانا ارشاد الحق اثری
- ملک عصمت اللہ قلعو
- حافظ حماد شاکر
- حماد الحق نعیم
- مدیر مسئول
- حافظ احمد شاکر
- مینیجر
- محمد سلیم چنیوٹی

0333-4786507

○ جواہر پارے	○ وحدت..... مگر کیسے؟
○ کلمہ طیبہ	○ حیا نہیں ہے زمانے کی آنکھ میں باقی
○ ادارہ	○ جرأتِ فاسقانہ
○ درس قرآن	○ تفسیر سورة الصَّفَّاتِ..... (۳۱)
○ درس حدیث	○ اربعین اعتقادی..... (۲۲)
○ تعلیم و تربیت	○ اللہ تعالیٰ سے محبت اور..... (۳) آخری
○ تذکرہ علمائے اہل حدیث	○ مولانا ابوالکلام آزاد کا مسلک..... (۱)
○ خدمات علمائے اہل حدیث	○ علمائے ملتان کا متفقہ فیصلہ
○ تحقیق و تدقیق	○ قرآن مجید میں ﴿مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾..... (۲) آخری
○ نقطہ نظر	○ امن کی پکار
○ فہرست کتب	○ فہرست اردو کتب (محمد عطاء اللہ حنیف لاہوری)

خط کتابت کے لیے : ہفت روزہ الاعتصام، 31 شیش محل روڈ، لاہور
 کرنٹ اکاؤنٹ نمبر : ABL 2466-4 بلال گنج پراج لاہور
 فون نمبر : 042-3735 4406
 فیکس نمبر : 042-37229802
 رجسٹرڈ نمبر : CPL : 12

فی پرچہ : 12/- روپے
 سالانہ : 500/- روپے
 بیرونی ممالک سے : 200/- ریال }
 ڈالر امریکی : 60/-

E-Mail: al.aitisam@gmail.com

پرنٹر: پرنٹ یارڈ پرنٹرز، لاہور۔ ناشر: حافظ احمد شاکر، مقام اشاعت: 31 شیش محل روڈ لاہور 54000

جراتِ فاسقانہ

اسلام ایک ابدی دین ہے جو قیامت تک باقی رہنے کے لیے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے نبی ﷺ کے ذریعے نازل فرمایا ہے۔ کیونکہ اس کے بعد کسی بھی دین کی گنجائش اس لیے نہیں کہ یہ دین اُس ذات پاک نے نازل فرمایا جو انسان کی جملہ ضروریات، تقاضے اور خواہشات کو انسان سے بھی زیادہ جانتی ہے۔

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے فحش یعنی بے حیائی سے متعدد مقامات پر منع بھی فرمایا ہے اور بے حیائی پھیلانے والوں کے لیے دردناک عذاب کی وعید بھی فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے زیادہ کون جان سکتا ہے کہ برائی کے بیج سے کس قدر تلخ نتائج کا امکان ہوتا ہے۔ آپ تاریخ اٹھ کر دیکھ لیں اغیار نے مسلمانوں کو بہکانے اور ان کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانے اور دل بھانے کے لیے ہمیشہ بے حیائی اور فحش کا ہی سہارا لیا۔ جو خوش بخت اس پل صراط سے بچ نکلے وہی کامیاب ٹھہرے۔ دُنیا کی عمر جوں جوں بڑھ رہی ہے، علم میں اضافہ بھی اسی تیزی سے ہو رہا ہے، اسی کے مطابق تجربات کیے جا رہے ہیں۔ اور اسی رفتار سے ابلیسی حیلے بھی نمودار ہوتے رہے اور ہو رہے ہیں۔

اسلام نے انسان کو ایسا نظام حیات عطا فرمایا ہے جس کا مقصد اور منتہی آخرت ہے کیوں کہ کفار کو بعثت بعد الموت یعنی حشر ہی کی بات سمجھ نہیں آتی تھی۔ کفر کا معاشرہ ”باہر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست“ کا مظہر ہوتا ہے، کہ اُن کا مقصد حیاتِ جیو، کام کرو، کھاؤ پیو اور بس۔ مرنے کے بعد کی زندگی کا ان میں تصور ہی نہیں تھا۔ اس لیے عیش کوشی کو وہ تفریح کا نام دے کر وقت ضائع کرتے رہتے تھے جس کو شریعت نے ”خوض“، ”لہو“، ”لعب“ کا نام دیا ہے۔ غیر اسلامی زندگی میں چونکہ صرف دُنیا ہی دُنیا تھی اس لیے وہ زیادہ سے زیادہ دُنیاوی امور سرانجام دیتے تھے یا پھر تفریح کی آڑ میں غفلت و گمراہی کی زندگی بسر کرتے تھے، جس کے دیکھا دیکھی مسلمانوں کے مغربیت سے مرعوب طبقے نے بھی اُن کی نقالی میں جائز و ناجائز، تفریح کو صرف اپنا ہی نہ لیا بلکہ اُس کو معاشرہ میں بھرپور رواج دینے میں کوشاں ہو گئے۔ جو طبقہ ذاتی تفریح کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا تھا یا گنجائش نہیں رکھتا تھا اُن کے لیے انھوں نے کیمرے کے ذریعے یعنی تصویروں سے گونگی فلمیں سینما سکرین پر تفریح کے نام پر فلموں کو متعارف کرا دیا، پھر بعد میں ان فلموں سے ”صمیمیت“، یعنی گونگا پن دور کر دیا گیا اور فلمیں بولنے لگیں۔ فحش کی اشاعت ترقی کے زینے چڑھتی رہی اور یہی فلمیں اور بولتی تصویریں ٹیلی ویژن کے ذریعے پھر ہر گھر میں داخل ہو گئیں۔ فلم کی تشہیر ابتداء میں علم، اخلاق اور اصلاح کے نام پر کی گئی پھر دھیر دھیر اس سے اصلاح غنقا ہوتی گئی، اخلاق کا جنازہ نکلتا شروع ہو گیا اور آخر میں ان فلموں کی طفیل معاشرے سے علم اس طرح غائب ہو گیا کہ جو لوگ گھر آ کر اخبار، رسائل اور کتابیں پڑھنے پر وقت صرف کرتے تھے وہ صرف ٹی وی پر گزارا کرنے لگے۔ ٹی وی شروع شروع میں محدود وقت کے لیے شروع کیا گیا تھا پھر وقت لا محدود ہوتا گیا، اور اب نامشرف دور کی سینما جاریہ سے پرائیوٹ چینلز سے ایک نہیں بیسیوں چینلز چوبیس گھنٹے تفریح کے نام پر فحش دکھاتے اور پھیلاتے ہیں۔ معاشرتی مفاسد کے نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو ٹی وی کی طفیل:

☆ رشتے ختم ہو گئے مہمانوں کا اہتمام، احترام معدوم ہو گیا اور اب صرف انکل آنٹی ہی رہ گئے ہیں۔

☆ معدے خراب ہو گئے کھانا کھاتے اور چائے پیتے وقت دل و دماغ ٹی وی کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

☆ انھی فلموں سینما اور ٹی وی طفیل نوجوان نسل ڈاکے قتل، جھگڑے فراڈ اور عشق و عاشقی کے داؤ بیچ سے واقف ہو گئی۔

☆ فلموں اور ڈراموں میں کام کرنے والے گویوں اور ناچوں کے قسماً لباس کی نمائش سے معاشرہ سنگین معاشی جھیلیوں میں اُلجھ گیا۔ فلموں اور ٹی وی چینلز سے اگر کوئی کسر رہ گئی تھی تو موبائل فون کی سہولیات نے وہ پوری کر دیں۔ اور اب انٹرنیٹ کے بعد تو معاشرہ میں دین تو کہاں رہا، علاقائی ثقافت اور خاندانی وراثت سے بھی بہت تیزی سے محروم ہو رہا ہے۔ اور بد قسمتی یہ ہے کہ بڑے بڑے اصحاب شریعت بھی تصویر کے جواز میں دلائل کے انبار لگا رہے ہیں حالانکہ انھیں اُن قباحتوں کا علم تو یقیناً ہوگا جن کا اُوپر ذکر کیا گیا ہے لیکن شاید اُن کا ادراک ابھی وہاں تک نہیں پہنچا کہ وہ جان سکیں کہ یہ سب کچھ تصویر کے جواز کا ہی کیا دھرا ہے۔ اعاذ اللہ منہ۔

صحیح احادیث کی رو سے اسلام نے نکاح کے لیے ولی کی شرط ایسی رکھی ہے جس کے بغیر نکاح ہوتا ہی نہیں۔ فحش کی اشاعت کے برے نتائج میں سے لومیرج یعنی محبت کے نام پر والدین کی اجازت کے بغیر شادی کرنا ایک تلخ تر شمر ہے۔ آئین پاکستان جو کہ برٹش لابی کا مشلہ ہے، حکومت پاکستان نے اُس میں چند اسلامی شقیں شامل کر کے اُس کو اسلامائز کرنے کا تکلف کیا ہوا ہے، جبکہ اس کی اصل روح وہی برطانوی قانون ہے جس میں مجرم کو سزا دینے کے لیے اتنی بھول بھلیاں رکھی ہوئی ہیں کہ مجرم کے لیے سزا کی بجائے اُس کو دفاع اور ہم دردی حاصل کرنے کے مواقع زیادہ مل جاتے ہیں، انھی میں سے سول عدالتوں کے ذریعے والدین کی اجازت کے بغیر کھر سے بھاگے ہوئے لڑکے لڑکیوں کا عدالتی نکاح ہے۔ حالانکہ شریعت مطہرہ میں خاص حالات..... کہ جب لڑکی کا کوئی محرم نہ ہو..... میں اسلامی حکومت کو حق ولایت سونپا گیا ہے۔ ٹی وی انٹرنیٹ دیکھنے والی نسل کے موبائل نے حوصلے اس حد تک بڑھا دیے ہیں کہ یہ و باب ناسور کی شکل اختیار کر چکی ہے۔

ہماری رائے میں یہ بہت ضروری ہے کہ تمام مسالک کے اہل علم، مفتیان کرام اس موضوع پر سیمینار منعقد کرائیں اور مشاورت فرمائیں، جس میں مختلف مسالک کے اصحاب علم قرآن و حدیث اور تعامل صحابہ کی روشنی میں آراء مرتب کر کے وسیع العلم قانون دان حضرات کو پیش کریں پھر تمام مسالک کے اصحاب علم و فضل، قانون دان اور عدلیہ کے فاضل اراکین مل بیٹھ کر برطانوی قانون کی مجرم سے ہمدردی اور اُس کے دفاع کو ختم کر کے آئین کے ذریعے اس رسم بد کی شریعت اسلامیہ کی روشنی میں اولاً حوصلہ شکنی اور پھر ایسی بیخ کنی کریں کہ اولاد کو والدین کی عزت سے کھیلنے اور ان کی عزت خاک میں ملانے کی جرات فاسقانہ ختم ہو جائے۔ حالیہ برسوں میں عدالت عظمیٰ نے جس طرح آئین پاکستان کے تحفظ اور وطن عزیز کے سیاسی، معاشی اور معاشرتی استحکام کی جو کوششیں کی ہیں وہ قابل ستائش ہیں اللہ تعالیٰ ان کی نیّتوں کو خالص اور اُن کی کوششوں میں برکت فرمائے۔ ہماری درخواست ہے کہ عدالت عظمیٰ شریعت اسلامیہ کے وہ احکام جو نصوص یعنی قرآن و حدیث سے ثابت شدہ ہوں اُن کو مضبوط اور مستحکم کرنے کی کوشش بھی فرمائے۔ اس سلسلہ میں عدالت عظمیٰ شرعی عدالتوں کے فاضل ججز اور اُن کے قابل احترام مشیروں سے نتیجہ خیز استفادہ کر سکتی ہے۔ لاہور ہائی کورٹ کے ایک فاضل جج نے گزشتہ دنوں ایسے ہی ایک کیس کی سماعت کرتے ہوئے جو المیہ بیان کیا اور جو تبصرہ فرمایا ہے، ذیل میں اس کے چند اقتباسات ہی آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہیں:

☆ لومیرج نے معاشرے کو تباہی کے دھانے تک پہنچا دیا۔

☆ پسند کی شادیوں کا انجام لڑائی، مار کٹائی اور پھر طلاق ہوتا ہے، عدالت ذاتی معاملات میں مداخلت کا اختیار نہیں رکھتی۔

☆ ہم مشرقی روایات کے پاسدار ہیں اور نہ ہی مغرب کی تقلید کرتے ہیں، معاشرہ کچھڑی بن چکا ہے۔

تفسیر سورۃ الصُّفّت

مولانا ارشاد الحق اثری رحمہ اللہ

کے پتے چوڑے اور خاردار ہوتے ہیں۔ اس میں سفید رنگ کا رس یا دودھ نکلتا ہے وہ اگر انسان کے جسم پر لگ جائے تو درم ہو جاتا ہے۔ پھر زقوم کے درخت سے مراد بعض نے کہا کہ یہ ایک معین اور خاص درخت ہے جس کا پھیلاؤ پورے جہنم میں ہوگا جیسے جنت میں طوبی کا درخت ہوگا جس کی ٹہنیاں پوری جنت میں پھیلی ہوئی ہوں گی۔ جب کہ بعض نے کہا ہے کہ مراد زقوم درخت کی جنس ہے۔ (ابن کثیر) زقوم کا یہ درخت دُنیا کے زقوم سے مختلف ہوگا۔ جیسے جنت میں انار، انگور وغیرہ پھل دُنیا کے پھلوں کے ناموں پر ہوں گے مگر اپنے ذائقہ اور حجم کے اعتبار سے دُنیا کے پھلوں کو ان سے کوئی مناسبت نہ ہوگی۔ یا جیسے دوزخ کی آگ اور اس میں سانپ بچھو وغیرہ دُنیا کی آگ اور دُنیا کے سانپ بچھووں سے کہیں زیادہ خوف ناک اور خطر ناک ہوں گے۔ اسی طرح دوزخ کا زقوم کہیں زیادہ کریہہ المنظر اور اپنے ذائقے میں کہیں زیادہ کڑوا اور تکلیف دہ ہوگا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر زقوم کا ایک قطرہ دُنیا والوں پر گرا دیا جائے تو ان کے تمام کھانے کی اشیاء فاسد ہو جائیں۔ ان کا کیا حال ہوگا جن کا کھانا ہی زقوم ہوگا۔“

(ترمذی: ۲۵۸۵، ابن ماجہ: ۴۳۲۵ وغیرہما)

یہاں جنت کا ذکر پہلے ہے اس کے بعد دوزخ کا بیان ہے۔ دوسرے مقام پر دوزخ کا ذکر پہلے ہے۔ پھر اسی اسلوب میں فرمایا گیا ہے:

﴿قُلْ أَذِلَّكَ خَيْرٌ أَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِي وُعِدَ

الْمُتَّقُونَ ۝﴾ [الفرقان: ۱۵]

”کہہ دے: کیا یہ (دوزخ) بہتر ہے یا بیشکلی کی جنت جس کا

﴿أَذِلَّكَ خَيْرٌ نَزْلًا أَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ ۝ إِنَّا جَعَلْنَاهَا فِتْنَةً لِلظَّالِمِينَ ۝ إِنَّمَا شَجَرَةُ زُقْرُجٍ فِي أَصْلِ الْجَحِيمِ ۝ طَلْعُهَا كَأَنَّهُ رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ ۝ فَإِنَّهُمْ لَا يَكُلُونُ مِنْهَا فَبَالُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ ۝﴾ [الصُّفّت: ۶۲-۶۶]

”کیا مہمانی کے طور پر یہ بہتر ہے یا زقوم کا درخت! بے شک ہم نے اسے ظالموں کے لیے ایک آزمائش بنایا ہے۔ بے شک وہ ایسا درخت ہے جو بھڑکتی ہوئی آگ کی تہ میں اُگتا ہے۔ اس کے خوشے ایسے ہیں جیسے وہ شیطانوں کے سر ہوں۔ پس بے شک وہ یقیناً اس میں سے کھانے والے ہیں، پھر اس سے پیٹ بھرنے والے ہیں۔“

اوپر کی آیات میں اہل جنت کی ضیافت کا ذکر تھا، پھر ضامن ایک جنتی کے جہنمی دوست کا بیان ہوا ہے جس نے اسے گمراہ کرنے کی پوری کوشش کی مگر اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے فضل و احسان سے گمراہی سے بچائے رکھا جس پر وہ خوشی کا اظہار کرتا ہے اور اپنی کامیابی پر کہتا ہے کہ یہ ہے اصل کامیابی، اس کے حصول کے لیے کوشش ہوئی چاہیے۔ اب ان آیات میں اہل دوزخ کی ”ضیافت“ کا ذکر ہے۔

﴿أَذِلَّكَ خَيْرٌ نَزْلًا﴾ ”النُّزْلُ“ اس کھانے کو کہتے ہیں جو آنے والے مہمان کے لیے تیار کیا جائے۔ یعنی یہ نعمتیں، جن کا اوپر ذکر ہوا ہے، جنتیوں کو بطور ضیافت ملیں گی کیا مہمانی کے طور پر یہ بہتر ہے۔

﴿أَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ﴾ یا زقوم کے درخت کی مہمانی! زقوم کے بارے میں عموماً مفسرین نے کہا ہے کہ اس سے مراد وہی درخت ہے جسے ہمارے ہاں تھوہر کہا جاتا ہے۔ زقوم کا درخت عرب کے علاقے تہامہ میں پایا جاتا ہے جس کا مزہ کڑوا، بُو اُس کی ناگوار، جس

دوسرا جواب یہ بھی دیا گیا ہے کہ جب کسی چیز کی فضیلت بیان کرنی ہو تو اسے صیغہ تفضیل سے ذکر کرتے ہیں۔ جیسے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔

اتھجوه ولسن له بكفء
فشر كما لخير كما الفداء
”کیا تو اس کی بھوکرتا ہے حالانکہ تو اس کے برابر نہیں۔
تمہارا شر تمہارے خیر کے لیے قربان ہے۔“

یہاں ”شر“ کا ”خیر“ سے تقابل نہیں بلکہ خیار کی فضیلت مراد ہے۔ یا جیسے حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا تھا:

﴿رَبِّ السَّجُنِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا يَدْعُونَنِي إِلَيْهِ﴾

[یوسف: ۳۳]

”اے میرے رب! مجھے قید خانہ اس سے زیادہ محبوب ہے

جس کی طرف یہ سب مجھے دعوت دے رہی ہیں۔“

ظاہر ہے کہ جس کی وہ دعوت دیتی تھیں اس میں انھیں کوئی رغبت ہی نہ تھی۔ اس لیے تفضیل کا صیغہ ہمیشہ افضلیت پر دلالت نہیں کرتا بلکہ کبھی اس سے شے کی مطلق فضیلت و حیثیت بھی مراد ہوتی ہے۔ یہاں بھی جہنم میں کوئی خیر نہیں بلکہ شر محض ہے مقصود جنت کی فضیلت بیان کرنا ہے۔ یہ دونوں جواب علماء نے ذکر کیے ہیں اور یہ دونوں باہم مقارب ہیں۔ (اضواء البیان)

قرآن مجید میں زقوم کا ذکر تین سورتوں میں آیا ہے: الواقعة: ۵۱، الدخان: ۴۳-۴۶ اور الصّٰفّٰت: ۵۱

سورة الواقعة میں تو صرف یہ بیان ہوا ہے کہ جہنمی زقوم کے درخت سے اپنا پیٹ بھریں گے۔ جبکہ سورة الدخان میں اس کی کچھ تفصیل ہے:

﴿إِنَّ شَجَرَةَ الزَّقُّومِ ۝ طَعَامُ الْأَثِيمِ ۝ كَالْمُهْلِ يَغْلِي

فِي الْبُطُونِ ۝ كَغَلِيِّ الْحَمِيمِ ۝﴾ [الدخان: ۴۳-۴۶]

”بے شک زقوم کا درخت۔ گناہ گار کا کھانا ہے۔ کچلے ہوئے تانبے

کی طرح پیٹوں میں کھوتا ہے۔ گرم پانی کے کھولنے کی طرح۔“

سورة الصّٰفّٰت میں اس کی مزید تفصیل ہے۔

متقی لوگوں سے وعدہ کیا گیا ہے۔“

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان آیات میں لفظ ”خیر“ صیغہ تفضیل ہے جو مفضل اور مفضل علیہ میں مشارکت کا متقاضی ہے گو مفضل میں فضیلت، مفضل علیہ سے زیادہ ہوتی ہے۔ جبکہ یہاں مفضل علیہ جنت ہے کہ یہ بہتر ہے یا جہنم۔ حالانکہ جہنم میں تو کوئی خیر نہیں شر ہی شر ہے۔ اور سورة الفرقان میں مفضل علیہ جہنم ہے۔ اور اس میں کوئی خیر نہیں۔

اس کا ایک جواب یہ دیا گیا ہے صیغہ تفضیل کبھی صرف صفت بیان کرنے کے لیے بھی آتا ہے اس میں ایک چیز کو دوسری چیز پر فضیلت دینا مراد نہیں ہوتا۔ جیسے قرآن مجید ہی میں ہے:

﴿أَفَمَنْ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ أَنْ يُتَّبَعَ أَمْ لَا يَهْدِي

إِلَّا أَنْ يَهْدِي﴾ [یونس: ۳۵]

”تو کیا جو حق کی طرف رہنمائی کرے وہ زیادہ حق دار ہے کہ

اس کی پیروی کی جائے یا وہ جو خود اس کے سوا راستہ نہیں پاتا

کہ اسے راستہ بتایا جائے۔“

تو یہاں یہ معنی نہیں کہ گم گشتہ راہ بھی حق دار تو ہے البتہ حق کی راہنمائی کرنے والا اس سے زیادہ حق دار ہے۔

یا جیسے مشرک اور موحد کے بارے میں فرمایا ہے:

﴿فَأَنَّى الْفَرِيقَيْنِ أَحَقُّ بِالْأَمْنِ﴾ [الانعام: ۸۱]

”ان دونوں گروہوں میں سے امن کا زیادہ حق دار کون ہے؟“

یا جیسے حضرت لوط علیہ السلام نے فرمایا تھا:

﴿يُقَوْمٌ هَوْلَاءٌ بَنَاتِي هُنَّ أَطَهَرُكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا

تَخْزُونِ فِي ضَيْفِي﴾ [هود: ۷۸]

”اے میری قوم! یہ میری بیٹیاں ہیں یہ تمہارے لیے زیادہ پاکیزہ

ہیں تو اللہ سے ڈرو اور میرے مہمانوں میں مجھے رسوا نہ کرو۔“

یہاں بھی یہ معنی نہیں اغلام بازی بھی پاک ہے۔ حالانکہ اس میں غلاظت ہے پاکیزگی کا کوئی تصور نہیں۔ اس کی اور بھی مثالیں موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے تفضیل کا صیغہ ہمیشہ ایک دوسری چیز پر برتری اور فضیلت کے لیے ہی نہیں آتا بلکہ کبھی مطلقاً اس سے فضیلت مراد ہوتی ہے۔

اربعین اعتقادی

درس
حدیث

۷

فرائد الفوائد في جمع الأربعين من أحاديث العقائد

باب: الاعتصام بالكتاب والسنة، يقول الله تعالى:

﴿وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا﴾

[آل عمران: ۱۰۳]

وقول النبي ﷺ:

((ترکت فیکم آمرین، لن تضلوا ما تمسکتم بهما؛ کتاب اللہ وسنة رسولہ.)) (رواہ مالک فی الموطأ: ۱۷۶۷، ولہ شاهد حسن عند الحاکم: ۹۳/۱)

۲۲۔ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال: فخطب رسول اللہ ﷺ الناس وقال:

((وقد ترکت فیکم ما لن تضلوا بعده ان اعتصمتم به؛ کتاب اللہ، وأنتم تسألون عنی، فما أنتم قائلون؟)) قالوا: نشهد أنك قد بلغت وأدیت ونصحت، فقال بآء صعبه السبابة، یرفعها إلی السماء وينکتها إلی الناس: ((اللهم! اشهد، اللهم! اشهد، اللهم! اشهد، ثلاث مرات.)) (مسلم: ۱۲۱۸)

کتاب وسنت کو مضبوطی سے تھامنے کا بیان:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

”اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو اور جداجدا نہ ہو جاؤ۔“

نبی کریم ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

”میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، جب تک ان دونوں کو تم نے مضبوطی سے تھامے رکھا تو ہرگز گمراہ نہیں ہو گے، ان میں ایک اللہ کی کتاب اور دوسری اس کے رسول کی سنت ہے۔“

۲۲۔ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (حجۃ الوداع کے موقع پر) خطبہ ارشاد فرمایا:

”میں تم میں ایسی چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں، اگر تم نے اسے مضبوطی سے تھامے رکھا تو اس کے بعد ہرگز تم گمراہ نہیں ہو گے، وہ اللہ کی کتاب (قرآن) ہے۔ تم سے میرے بارے پوچھا جائے گا تو تم کیا کہو گے؟ انھوں نے کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ ﷺ نے (شریعت کو) پہنچانے کا حق ادا کر دیا، اور امت کی خیر خواہی فرمائی۔ نبی کریم ﷺ اپنی انگشت شہادت آسمان کی طرف بلند کرتے ہوئے اور لوگوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمانے لگے: ”اے اللہ! گواہ رہنا، اے اللہ! گواہ رہنا، اے اللہ! گواہ رہنا۔“ یہ کلمہ آپ ﷺ نے تین دفعہ فرمایا۔“

فوائد:

۱: اللہ کی رسی سے مراد کتاب اللہ ہے جیسا کہ سیدنا زید بن ارقم کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”خبردار ہو جاؤ! میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ رہا ہوں، ان میں سے ایک اللہ عزوجل کی کتاب ہے، وہ اللہ کی رسی ہے، جس نے اس کی پیروی کی وہ ہدایت پر ہوگا اور جس نے اسے چھوڑ دیا وہ گمراہی پر ہوگا۔“ (صحیح مسلم: ۲۴۰۸) (باقی صفحہ نمبر ۲۶ پر ملاحظہ کیجیے)

اللہ تعالیٰ سے محبت اور اُس کے تقاضے

قاری ضیاء اللہ فیضی

اس کے پاس لوگ بیٹھے ہوئے ہیں جب وہ آپس میں کسی چیز کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں تو اس کے حل کے لیے اس سے سوال کرتے ہیں اور اپنی رائے سے رجوع کر کے اس کی رائے کو قبول کر لیتے ہیں چنانچہ میں نے اس نوجوان کے بارے میں پوچھا کہ یہ کون ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ صحابی رسول ﷺ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں۔

جب اگلا دن ہوا تو میں صبح سویرے ہی مسجد میں آگیا میں نے دیکھا کہ وہ مجھ سے پہلے ہی مسجد میں پہنچ چکے میں نے انھیں وہاں نماز پڑھتے ہوئے پایا پس میں انتظار کرتا رہا یہاں تک کہ وہ اپنی نماز سے فارغ ہو گئے میں ان کے سامنے کی طرف سے ان کے پاس آیا انھیں سلام عرض کیا اور کہا اللہ کی قسم میں آپ سے اللہ کے لیے محبت کرتا ہوں انھوں نے کہا: کیا سچ میں؟ میں نے کہا بالکل اللہ کی قسم! پس انھوں نے مجھے میری چادر کے کنارے سے پکڑا اور اپنی طرف کھینچتے ہوئے فرمایا خوش ہو جاؤ کیوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

((قال الله تعالى: وجبت محبتي للمتحابين

في والمتجالسين في والمتراورين في
والمتبازلين في.)) (مسند احمد: ٥/٢٣٣)

”اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میری محبت واجب ہوگئی ان کے لیے جو میرے لیے آپس میں محبت کرتے ہیں میرے لیے ایک دوسرے سے ہم نشینی کرتے ہیں اور میرے لیے ایک دوسرے سے ملاقاتیں کرتے ہیں اور میرے لیے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں۔“

ہم اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ اور محبوب ترین بندہ کیسے بن سکتے ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی کسی دوسری بستی میں اپنے بھائی کی زیارت کرنے کے لیے گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے میں ایک فرشتے کو بھیجا جو اس کا انتظار کرنے لگا جب وہ شخص اس کے پاس سے گزرا تو فرشتے نے پوچھا تم کہاں جا رہے ہو؟ اس نے کہا: اس بستی میں میرا بھائی رہتا ہے اس کے پاس جا رہا ہوں فرشتے نے پوچھا کیا اس کا تم پر کوئی احسان ہے جس کی وجہ سے تم یہ تکلیف اٹھا رہے ہو اور اس کا بدلہ اتارنے جا رہے ہو؟ اس نے کہا: نہیں صرف اس لیے جا رہا ہوں کہ اس سے اللہ کے لیے محبت کرتا ہوں۔ اس پر فرشتے نے کہا:

”فانى رسول الله اليك بان الله قد احبك

كما أحبته فيه. (صحيح مسلم: ٢٥٦٧)

”میں تیرے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں اور

یہ بتانے آیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ بھی تجھ سے محبت کرتا ہے جیسے تُو

اس (بھائی) سے صرف اللہ کے لیے محبت کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے سے اپنی محبت کا اظہار فرشتے کے

ذریعے فرما رہے ہیں کہ میرے بندے سے میری رضا کے لیے محبت

کرنے والے! میں بھی تجھ سے محبت کرتا ہوں۔ کیا ہم نہیں چاہتے کہ

ہمارا رب ہم سے بھی محبت کرے اگر ہم اس حدیث کو اپنالیں تو ان شاء

اللہ ہم بھی اپنے رب کے محبوب بندوں میں شامل ہو جائیں گے۔

ابوادریس خولانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں دمشق کی مسجد میں

گیا تو دیکھا ایک جوان آدمی جس کے اگلے دانت خوب چمک دار ہیں

مذکورہ حدیث میں اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کا اظہار ان خوش نصیبوں سے کیا ہے جو صرف اللہ کی رضا کے لیے ایک دوسرے سے ملاقاتیں کرتے ہیں اور اسی کی قربت کو حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے سے مل بیٹھتے ہیں اور ایک دوسرے پر خرچ بھی کرتے ہیں۔ اسی طرح نبی ﷺ نے فرمایا:

((ليبعثن الله اقواما يوم القيامة في وجوههم النور على منابر اللؤلؤ يغبطهم الناس ليسوا أنبياء ولا شهداء)) قال: فجيء أعرابي على ركبتيه فقال: يا رسول الله ﷺ جلهم لنا نعرفهم قال: ((هم المتحابون في الله من قبائل شتى وبلا دشتي يجتمعون على ذكر الله يذكرونه))

(صحيح الترغيب والترهيب: ۹۹/۲)

”روز قیامت اللہ تعالیٰ بعض ایسی قوموں کو اٹھائے گا جن کے چہروں سے نور برس رہا ہوگا۔ وہ ہیرے جواہرات سے مرصع تختوں پر براجمان ہوں گے۔ لوگ انھیں رشک آمیز نگاہوں سے دیکھیں گے، وہ نہ انبیاء ہوں گے نہ شہداء۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ سن کر ایک دیہاتی اپنے گھٹنے کے بل بیٹھ گیا اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! وضاحت فرمائیں تاکہ ہم بھی جانیں کہ وہ کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ مختلف علاقوں اور مختلف قبائل سے تعلق رکھنے والے ایسے افراد ہوں گے جو ایک دوسرے سے اللہ کے لیے محبت کرتے ہیں اور اللہ کے ذکر پر، یعنی اس کے نام پر ان کا اکٹھا ہوتا ہے۔“

ان تمام احادیث سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کسی کے ساتھ محبت کرنے سے کسی پر خرچ کرنے سے اور کسی کی ملاقات کو جانے سے اللہ تعالیٰ اتنے راضی ہوتے ہیں کہ اس بندے کو اپنے محبوب ترین بندوں میں شامل فرما لیتے ہیں اسی پر بس نہیں بلکہ

قیامت کے دن اسے طرح طرح کے انعامات سے بھی نوازیں گے ان کے چہروں سے نور بر سے گا وہ ایسے تختوں پر ہوں گے جو ہیرے جواہرات سے مزین ہوں گے اور عرش کا سایہ بھی انھیں نصیب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی توفیق دے کہ ہم بھی اپنے تمام امور و معاملات میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی کو ملحوظ خاطر رکھیں تاکہ ہم بھی اپنے رب کے محبوب ترین بندوں میں شامل ہو جائیں اور قیامت والے دن طرح طرح کے انعامات سے نوازے جائیں۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بھی کوئی شخص اللہ کے لیے آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں تو ان دونوں میں جس کی محبت جتنی زیادہ پر خلوص ہوتی ہے وہ اتنا ہی اپنے ساتھی کے مقابلے میں اللہ کی نگاہوں میں محبوب بن جاتا ہے۔ (سلسلة احادیث الصحيحة: ۱۸۹/۱)

جب اللہ تعالیٰ کسی سے محبت کرتا ہے:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لَإِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ وُدًّا﴾ [مریم: ۹۶]

”بے شک جو ایمان لائے ہیں اور جنھوں نے نیک اعمال

کیے ہیں ان کے لیے رحمن محبت پیدا کر دے گا۔“

یعنی دنیا میں لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ ان کے لیے محبت پیدا کرے گا۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جب اللہ تعالیٰ بندے سے محبت فرماتا ہے تو جبریل علیہ السلام کو

بتا دیتا ہے کہ وہ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے پس تُو بھی

اس سے محبت کر۔ جبریل علیہ السلام اس سے محبت کرنے لگ جاتا

ہے پھر جبریل علیہ السلام آسمان والوں (فرشتوں) میں منادی کرتا

ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تم بھی اس

سے محبت کرو۔ آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگ

جاتے ہیں پھر اس شخص کے لیے زمین قبولیت رکھ دی جاتی

ہے (یعنی اہل زمین میں بھی وہ مقبول و محبوب ہو جاتا ہے۔)

(صحیح بخاری: ۳۲۰۹)

حضرت ابوذرؓ نے سلمہ بن مخلد کو خط لکھا اور اس تحریر میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والے مسلمان کی عظمت یوں بیان کی:

”فان العبد اذا عمل بطاعة الله احبه الله واذا احبه الله حبه الى خلقه.“

(الزهد للإمام احمد بن حنبل: ۱۳۵)

”بندہ جب اللہ تعالیٰ کی مکمل اطاعت کرتا ہے تو رب تعالیٰ اس کو اپنا محبوب بنا لیتے ہیں۔ اور جب اللہ اس کو اپنا محبوب بنالے تو اپنی مخلوق کے دل میں بھی اس کا پیار پیدا کر دیتا ہے۔“

یعنی جس سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتے ہیں اس سے جبریل علیہ السلام بھی محبت کرتے ہیں اور دوسرے تمام آسمانی فرشتے بھی محبت کرتے ہیں اور زمین والوں کے دلوں میں بھی اس کے لیے محبت پیدا کر دی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بندوں کے ساتھ اور بندوں کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت سے کون سی اور کیسی محبت مراد ہے؟

اللہ تعالیٰ کی بندوں کے ساتھ محبت سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے گناہوں کو معاف فرمائیں گے اور ان کو انعامات سے نوازیں گے۔ بندوں کی اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ محبت سے مراد بندوں کا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنا اور ان دونوں کے احکامات کی پیروی کرنا ہے۔

(تفسیر قرطبی: ۶۰/۴)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دس (۱۰) ایسے خوش نصیبوں کا ذکر خیر فرمایا ہے جو اس کے محبوب بندے ہیں۔ ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی ان دس (۱۰) خوش نصیبوں میں جو خوبیاں پائی جاتی ہیں ان کو اپنائیں تاکہ ہمیں بھی اپنے رب کی محبت حاصل ہو جائے:

۱: **ایمان والے:** ﴿وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ﴾

[آل عمران: ۶۸]

”اور اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا دوست ہے۔ یعنی ان سے محبت کرتا ہے۔“

۲: **تقویٰ والے:** ﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ﴾ [التوبة: ۴]

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ تقویٰ والوں سے محبت کرتا ہے۔“

۳: **سنت رسول ﷺ کے پیروکار:** ﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ﴾

[آل عمران: ۳۱]

”کہہ دیجیے: اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔“

۴: **اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے:** ﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ﴾ [الصف: ۴]

”اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے محبت کرتے ہیں جو اس کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔“

۵: **ظاہر و باطن کو پاک رکھنے والے:** ﴿وَاللَّهُ يُحِبُّ

الْمُطَهِّرِينَ﴾ [التوبة: ۱۰۸]

”اور اللہ تعالیٰ پاک رہنے والوں سے محبت کرتے ہیں۔“

۶: **انصاف کرنے والے:** ﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ

الْمُقْسِطِينَ﴾ [الممتحنہ: ۸]

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں۔“

۷: **اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے والے:** ﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ

الْمُتَوَكِّلِينَ﴾ [آل عمران: ۱۵۹]

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ بھروسہ کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں۔“

۸: **صبر کرنے والے:** ﴿وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ﴾

[آل عمران: ۱۴۶]

”اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں۔“

(باقی صفحہ نمبر ۳۳ پر ملاحظہ کیجیے)

مولانا ابوالکلام آزاد کا مسلک

عبدالرشید عراقی

مولانا ابوالکلام آزاد کے بارے میں مولانا ظفر علی خاں فرماتے ہیں ۔

جہاں اجتہاد میں سلف کی راہ گم ہوگئی
ہے تجھ کو اس میں جستجو تو پوچھ ابوالکلام سے
شورش کا شیریں مرحوم لکھتے ہیں:

”میں نے مولانا ظفر علی خاں سے استفسار کیا کہ آپ نے جو شعر کہا ہے وہ محض قافیہ کی بندش ہے۔ یانی الواقع آپ یہی سمجھتے ہیں؟ مولانا ظفر علی خاں نے فرمایا: جو کچھ میں نے کہا ہے وہ لفظ ہی نہیں، معنی بھی درست ہے۔ عرض کیا: کیا مولانا ابوالکلام تفسیر قرآن میں اسلاف کی پیروی اور اس عہد کے مجتہد ہیں؟ مولانا ظفر علی خاں نے فرمایا: بالکل! اللہ تعالیٰ نے قرآن فہمی کے باب میں انھیں خاص ملکہ عطا کیا ہے وہ زمانہ حاضری فکری تحریکوں کو خوب سمجھتے۔ اور قرآن کو ہر زمانے کی پیچیدگیوں کا اصل حل قرار دے کر انسانی معاشرے کو اس کے مطابق ڈھالنا چاہتے ہیں۔ وہ قرآن کی ابدی دعوت پر نظام کائنات کی اساس رکھتے ہیں۔ ان پر بہ فضل ایزدی علم القرآن کے دروازے اس طرح کھلتے ہیں کہ ان کے لیے کوئی راہ مسدود منقطع نہیں۔ ان کی آواز قرآن کی آواز ہے۔“ (ابوالکلام آزاد، ص: ۲۸۳)

مولانا ابوالکلام آزاد ایک نادر روزگار شخصیت تھے۔ ان کی ذات میں اللہ تعالیٰ نے تمام خوبیاں جمع کر دی تھیں۔ جو کسی ایک وجود میں کم ہی جمع ہوتی ہیں۔ وہ عالم باعمل تھے۔ انھوں نے مدت العمر مسلمان

قوم کو عزیمت کی دعوت دی۔ اور یہ دعوت صرف خوش نما الفاظ تک محدود نہ تھی۔ بلکہ ایسے قلب کی گہرائیوں سے اُٹھی ہوئی دعوت تھی جس کے متحرک خون کا ہر قطرہ عزیمت کی حرارت سے معمور تھا۔

مولانا ابوالکلام آزاد ایک فرد کا نام نہیں، بلکہ وہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ ان کے علم و فضل سے ایک دنیا آباد تھی۔ وہ بہ یک وقت مفسر قرآن بھی تھے، ادیب بھی تھے، اور دانش ور بھی، وہ مفکر بھی تھے اور مدبر بھی، وہ خطیب بھی تھے اور مقرر بھی، وہ خطیب بھی ایسے کہ بقول حسرت

سب سو گئے ہیں بس ایک حسرت
گویا ہیں ابوالکلام آزاد
اور نظم و نثر میں ایسے بے مثال کم

جب سے دیکھی ابوالکلام کی نثر
نظم و نثر میں کچھ مزا نہ رہا

وہ تحریک آزادی کے میر کارواں تھے۔ صحافت میں ان کا کوئی ہم پلہ نہ تھا۔ ان کی ہمہ گیر شخصیت علم و کمال کی تمام بلندیوں سے آشنا تھی۔ مولانا ابوالکلام آزاد ان برگزیدہ نفوس میں سے تھے جو اپنے علم و فضل کے اعتبار سے ایک عجوبہ تھے ان کی ساری زندگی ایک فرد کی زندگی نہیں بلکہ ایک عہد کی داستان ہے۔ ان کا دل و دماغ بڑا متوازن تھا۔ عزم و استقلال کے وہ ایک پہاڑ تھے۔ ان کا اپنا ایک نظریہ تھا جس پر وہ تمام زندگی کا رہنما رہے۔ اُن کی زندگی میں بہت نشیب و فراز آتے۔ لیکن ان کے پائے استقلال میں ذرا بھی لغزش پیدا نہ ہوئی۔ انھوں نے نصف صدی تک ملک کی قیادت کی۔ وہ اپنے موقف پر

مث تھے۔“

۷: شورش کاشمیری: ”مولانا ابوالکلام آزاد شہسوارِ علم تھے۔“

۸: شاہ معین الدین ندوی: ”مولانا ابوالکلام آزاد میں فطری عظمت تھی۔“

۹: ابوالحسن علی ندوی: ”مولانا ابوالکلام آزاد سیاست اور ہماری قدیم تہذیب و ثقافت کا ستون تھے۔“

۱۰: رشید احمد صدیقی: ”مولانا برگزیدہ ہستیوں میں سے تھے جو اپنے عہد سے بڑی تھیں۔“

۱۱: محمد علی جوہر: ”میں اقبال کے اشعار اور ابوالکلام آزاد کی نثر پڑھ کر لیڈر بنا۔“

۱۲: سید عطاء اللہ شاہ بخاری: ”ابوالکلام آزاد پہلا صاحب طرز ادیب اور خطیب ہے جس نے خطابت میں طرح ٹوکی بنیاد ڈالی۔“

۱۳: حکیم سید عبداللہ حسنی: ”الشیخ الفاضل، نوابغ الرجال، ابوالکلام محی الدین احمد آزاد الدہلوی۔“

پیدائش و وفات:

مولانا ابوالکلام آزاد اگست ۱۸۸۸ء میں مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔ نام محی الدین احمد، ابوالکلام کنیت اور آزاد تخلص تھا۔ ابوالکلام آزاد کے نام سے معروف ہوئے۔ تاریخی نام فیروز بخت تھا۔ ۹ فروری ۱۹۵۸ء کو فالج کا حملہ ہوا۔ ۲۲ فروری ۱۹۵۸ء کو دہلی میں رحلت فرمائی۔ لال قلعہ اور جامع مسجد کے درمیان اردو پارک میں دفن کیے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مولانا خیر الدین:

مولانا ابوالکلام آزاد کے والد تھے۔ ۱۸۳۱ء ان کا سن ولادت ہے۔ اپنے دور کے ممتاز علماء سے علوم عقلیہ و نقلیہ کا اکتساب کیا۔ علم طب میں اپنے دور کے نام و رابطائے کرام سے استفادہ کیا۔ ۱۸ برس کی عمر میں تکمیل علوم سے فارغ ہو چکے تھے۔

مولانا ابوالکلام آزاد کے نانا کا نام مولانا منور الدین تھا۔ اُن کی زیر نگرانی مولانا خیر الدین نے اپنی تعلیم مکمل کی تھی۔ مولانا منور الدین

پہلے دن سے زندگی کے آخر تک قائم رہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد کا شمار عبقری شخصیتوں میں ہوتا تھا۔ ان کی ذات گرامی آیت من آیات اللہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فہم دین اور فکر و تدبر کا جو ملکہ عطا کیا تھا۔ ان کی مثال ان کے معاصرین میں نہیں ملتی۔ وہ داعی حق اور ترجمان القرآن تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو قوت اظہار و بیان کی بے مثال فراوانی عطا فرمائی تھی۔ وہ جامع الحیثیات تھے۔ ان کے کارنامے ہمہ جہت اور ہمہ گیر تھے۔ بہ قول شورش کاشمیری:

”علماء میں امام الہند، ادیبوں میں یگانہ روزگار، شاعروں

میں نباض سخن، مدبروں میں سرخیل، مفکروں میں عبقری،

رہنماؤں میں سب سے آگے، سیاست دانوں میں منفرد،

دوسری کوئی اتنی بڑی شخصیت نہ تھی۔ بعض بڑے انسان تھے

اور سب اپنے اپنے فن میں سر بر آوردہ تھے۔ لیکن بہ یک

وقت کسی شخصیت میں اتنی خوبیاں نہ جمع تھیں۔“

مولانا ابوالکلام آزاد کے معاصرین، ان سے بڑے اور چھوٹوں سب نے ان کے علم و فضل، علمی و دینی اور سیاسی خدمات کا اعتراف کیا ہے۔ ذیل میں چند ایک علمی و دینی، قومی و ملی اور سیاسی رہنماؤں کے ارشادات پیش خدمت ہیں:

۱: امین احسن اصلاحی: ”مولانا ابوالکلام آزاد کا دماغ کئی ہزار دماغوں کو نچوڑ کر بنایا گیا تھا۔“

۲: سید مودودی: ”مولانا ابوالکلام آزاد ایک وسیع النظر اور شریف النفس انسان تھے۔“

۳: بہادر یار جنگ: ”میں ابوالکلام آزاد کا الہلال پڑھ کر مقرر ہوا۔“

۴: عبدالحمید صدیقی: ”ہندی مسلمانوں کی بیداری میں مولانا ابوالکلام آزاد کا بہت زیادہ دخل ہے۔“

۵: غلام رسول مہر: ”مولانا ابوالکلام آزاد اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے۔“

۶: عبدالماجد دریا آبادی: ”مولانا ابوالکلام آزاد حسن تقریر میں بے

۱۸۵۷ء کے اوائل میں حرمین شریفین چلے گئے۔ اور اپنے ساتھ اپنے نواسے مولانا خیر الدین کو بھی لے گئے۔ ایک سال بعد مولانا منور الدین واپس ہندوستان تشریف لائے۔ اور جب بمبئی پہنچے تو بیمار ہو گئے۔ ۱۸۵۸ء میں بمبئی ہی میں اس دنیائے فانی سے کوچ کیا۔

مولانا منور الدین اپنے نواسے مولانا خیر الدین کو حجاز سے اپنے ساتھ واپس نہیں لائے تھے۔ مولانا خیر الدین چونکہ ہندوستان میں اپنی تعلیم مکمل کر چکے تھے۔ اس لیے حجاز کے علماء سے صرف اسناد کی تجدید کی۔ چنانچہ آپ نے مکہ معظمہ میں شیخ عبداللہ سراج سے اور مدینہ میں شیخ محمد طاہر وتری سے استفادہ کیا۔

مولانا خیر الدین نے ۱۸۷۰ء، ۱۸۷۱ء میں اپنے استاد شیخ محمد طاہر وتری کی بھانجی سے جس کا نام عالیہ تھا، نکاح کر لیا۔ اور اپنا ایک ذاتی مکان بھی تعمیر کر لیا۔ مولانا غلام رسول مہر لکھتے ہیں:

”مدینے میں شادی کے بعد اپنا ذاتی مکان تعمیر کر لیا تھا۔ چونکہ دولت عثمانیہ کے قانون کے تحت کوئی غیر ملکی غیر منقولہ جائداد کا مالک نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لیے انھوں نے عثمانی شہریت اختیار کر لی تھی۔ یہ مکان جس قلعہ میں بنا تھا وہ دراصل مولانا عبداللہ سراج کی ملکیت تھا۔ مولانا خیر الدین نے یہ ٹکڑا ان سے خرید لیا۔ اور اس پر مکان بنالیا۔“

(ابوالکلام آزاد شخصیات و ادبی مطالعہ از افضل حق قریشی، ص: ۶۸)

قیام حرمین شریفین میں مولانا خیر الدین کی مصروفیات:

مولانا خیر الدین بہت بڑے عالم ہونے کے علاوہ پیر بھی تھے۔ اور ان کے ہزاروں مرید تھے۔ مولانا خیر الدین نے قیام مکہ کے دوران وہاں کے لوگوں سے چندہ جمع کر کے نہر زبیدہ کی مرمت کرائی تھی یہ نہر عباسی خلیفہ ہارون الرشید کی بیگم ملکہ زبیدہ نے تعمیر کرائی تھی۔ نہر کی مرمت کے سلسلے میں مولانا خیر الدین نے ہندوستان کے کئی اصحاب ثروت سے مالی تعاون حاصل کیا تھا۔ مولانا امداد صابری لکھتے ہیں:

”مولانا خیر الدین کی تحریک پر کلکتہ کے حاجی عبدالواحد اور حاجی زکریا صاحبان نے پانچ لاکھ اور نواب عبدالغنی صاحب

نے جو حج کے لیے مکہ معظمہ آئے ہوئے تھے، ایک لاکھ روپے نقد دیے۔ اس طرح چندے کے ذریعے مولانا خیر الدین نے ۱۹ لاکھ روپے جمع کیے۔ اور نہر زبیدہ کی مرمت کا کام ۶ ماہ میں مکمل ہو گیا۔ اس کے بعد ۲۰ سال تک نہر زبیدہ میں کسی قسم کی خرابی واقع نہیں ہوئی۔ ۱۹۰۵ء میں پھر دوبارہ مرمت کی ضرورت پیش آئی۔ اور سلطنت عثمانیہ استنبول سے وفد بھیج کر مرمت کرائی۔“

(امام الہند مولانا آزاد امداد صابری، ص: ۲۷)

اسلامی ممالک کے اسفار:

مولانا خیر الدین کو سیاحت کا بہت شوق تھا۔ چنانچہ ۱۸۷۲ء میں مولانا خیر الدین نے سفر کا آغاز کیا۔ اور پہلے قسطنطنیہ (استنبول) تشریف لے گئے۔ اور سلطان عبدالحمید سے ملاقات کی۔ قسطنطنیہ میں آپ کا قیام دو سال تک رہا۔ قسطنطنیہ سے مولانا خیر الدین ایشیائے کوچک پھر شام اور اس کے بعد مصر اور اس کے بعد عراق تشریف لے گئے۔ بغداد (عراق) سے بمبئی تشریف لائے اور کچھ مدت بعد ان کے مرید خاص حاجی عبدالواحد انھیں کلکتہ لے آئے۔ یہاں جامع مسجد ناخدا کی تعمیر کے لیے تحریک کی۔ اور تین سال کے قیام کے بعد مکہ مکرمہ واپس چلے گئے۔

تحریک جہاد سید احمد علیہ السلام میں مولانا خیر الدین کا کردار:

قیام کلکتہ کے دوران ہندوستان میں حضرت سید احمد شہید دہلوی اور حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید دہلوی علیہ السلام نے جہاد فی القرآن کے حکم محل سے برطانوی سامراج کے خلاف اپنی جدوجہد شروع کی ہوئی تھی۔ اور برطانوی حکومت ان سے بہت زیادہ خوف زدہ تھی۔ مجاہدین کی تحریک جہاد کے خلاف مولانا خیر الدین نے کیا کردار اختیار کیا۔ اس بارے میں مشہور صحافی اور تحریک آزادی وطن کے نام ورنہ رہنما جناب شورش کاشمیری لکھتے ہیں:

”یہ وہ زمانہ تھا جب سید احمد شہید رائے بریلوی اور شاہ اسماعیل شہید دہلوی کی جماعت نے جہاد فی القرآن کے حکم

سلمان دوستوں کی مدد سے بغداد چلے گئے۔ قاضی محمد مراد کلکتہ پہنچے ہی گرفتار کر لیے گئے ان پر وہابیت کی پاداش میں مقدمہ چلا۔ انھیں جیل خانے میں اتنی اذیت دی گئی کہ اس صدمے سے اندر ہی انتقال کر گئے۔

مولانا خیر الدین نے وہابیوں کے لیے مکہ معظمہ میں رہنا ناممکن کر دیا۔ ایک عجیب اتفاق یہ تھا کہ حجاز کی حکومت اور ہندوستان کی برطانوی حکومت وہابیوں کے معاملے میں متحد العمل تھیں۔ اس زمانے میں مولانا خیر الدین نے وہابیت کی رد میں دس جلدوں پر مشتمل ایک کتاب لکھی۔ لیکن اس کی دو جلدیں ہی چھپیں۔ سلطان کی لڑکی نے خیر الدین تمغہ حمیدی دیا۔“ (ابوالکلام آزاد از شورش، ص: ۱۵، ۱۶)

اس کے بعد جناب شورش کاشمیری لکھتے ہیں:

”مولانا نذیر حسین ہندوستان میں اہل حدیث کے سب سے بڑے لیڈر تھے وہ دہلی میں ۸۰ برس تک حدیث کا درس دیتے رہے۔ انھوں نے حج کا ارادہ کیا تو برٹش قونصل کے نام اس مطلب کا سفارشی خط لے گئے کہ اہل حدیث سے بغض و عناد کی جو آگ حجاز میں بھڑکی ہوئی ہے مبادا ان کے لیے کسی مصیبت کا پیش خیمہ ہو۔

مولانا خیر الدین نے ان کی آمد پر ہم خیال علماء کو ساتھ لے کر ہنگامہ برپا کر دیا۔ ان کے کفر میں ایک فتویٰ جاری کر دیا۔ نتیجتاً مولانا نذیر حسین اور تلمذ حسین عظیم آبادی گرفتار کر لیے گئے۔ اور انھیں الگ تنگ و تاریک قید خانے میں ڈال دیا گیا۔ دوسرے دن شریف مکہ نے انھیں طلب کیا اور جرم بتایا کہ انھیں وہابی عقائد کی بنا پر قید کیا گیا ہے۔ مولانا خیر الدین نے وکیل استغاثہ کے فرائض انجام دیے۔ اور ان کے اصل عقائد کو عقائد وہابیہ سے تعبیر کیا۔ مولانا نذیر حسین اور مولانا تلمذ کو تو اس مصیبت سے نجات مل گئی۔ لیکن جو فتنہ ان کے خلاف کھڑا کیا گیا تھا، وہ ہندوستان میں الٹا کر

عمل سے برطانوی حکومت کے لیے خوف پیدا کر رکھا تھا۔ اور وہ اس کے پیروکاروں کو ختم کرنا چاہتی تھی۔ انگریزوں نے مسلمانوں کی وحدت میں دراڑ لگوانے کے لیے مرزا غلام احمد کو پیدا کیا۔ مولانا احمد رضا بریلوی عقائد کی ایک نئی اور مختلف دنیا لے کر سامنے آئے۔ شیعہ حضرات نے سواد اعظم سے ہمیشہ کی طرح علیحدہ روش اختیار کی۔ غرض مسلمانوں میں قرآن وحدیث کے مسائل پر ہنگامہ برپا ہو گیا۔ چکڑ الوی فرقہ انھی ضرورتوں ہی کی پیداوار تھا۔ علماء کی وہ جماعت جس نے انگریزوں سے مڈ بھیڑ جاری رکھی اور سرحد کے علاقے میں جماعت مجاہدین کا نام اختیار کیا، انگریزوں نے انھیں وہابی کا نام دے کر مارنا اور مروانا شروع کیا۔ جس شخص کو برطانوی حکومت نے وہابی گردانا، اس کو گرفتار کیا، مقدمہ چلایا اور کم سے کم کالے پانی کی سزا دی، ورنہ پھانسی پر لٹکا دیا۔ اس طرح سینکڑوں علماء حوالہ دارو گیر ہو گئے۔ اور بے شمار خاندان تباہ کر دیے گئے اور جو لوگ اس ہلاکت اور بربادی سے کسی طرح بچ گئے وہ حجاز کو دارالامن سمجھ کر وہاں چلے گئے۔ لیکن اس زمانے میں حجاز کے علماء و عوام کو محمد بن عبدالوہاب اور ان کی جماعت سے سخت عناد و تعصب تھا۔ سلطنت عثمانیہ نے بھی سیاسی مصلحتوں کے تابع انھیں معتب و مغضوب گردان رکھا تھا۔

ان گرفتار شدگان کے عقائد کے متعلق جو سوال نامہ مرتب کیا گیا وہ مولانا خیر الدین کا تیار کردہ تھا۔ اس سلسلے کا عبرت انگیز پہلو یہ ہے کہ ان لوگوں کے اعزاء نے ہندوستان سے جدہ آ کر برٹش قونصل سے مدد مانگی کہ ان کی رعایا پر عذاب نازل ہو رہا ہے۔ اس کی مداخلت سے وہ آدمی رہا کیے گئے۔ لیکن بمبئی پہنچے تو ان کے مخالفوں نے طوفان کھڑا کر دیا کہ حرم سے مخدول و مردود ہو کر آئے ہیں۔ حکومت کو ان کی گرفتاری کے لیے مجبور کیا گیا۔ لیکن کسی نہ کسی طرح وہ بچ گئے قاضی

پھیلا دیا گیا کہ انھوں نے وہابیت سے توبہ کر لی ہے۔“
(ابوالکلام آزاد از شورش، ص: ۱۵، ۱۶)

ہندوستان واپسی:

اس واقعے کے بعد شریف مکہ اور مولانا خیر الدین کے مابین کسی وجہ سے اختلاف پیدا ہو گیا تو مولانا خیر الدین نے مکہ مکرمہ کی سکونت ترک کرنے کا ارادہ کر لیا۔ لیکن ارادے کی تکمیل اس طرح ہوئی کہ مکہ میں ایک حادثے میں ان کی ٹانگ کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ وہاں کوئی تسلی بخش علاج نہ ہو سکا۔ اور انھیں مجبوراً ہندوستان آنا پڑا کلکتہ میں علاج کرایا گیا۔ اس سے وہ ٹھیک تو ہو گئے لیکن خفیف سالنگ باقی رہا۔ اور چلنے میں سہارا لینا پڑتا تھا۔ اور یہ واقعہ ۱۸۹۸ء کا ہے۔

(ابوالکلام آزاد از افضل حق قریشی، ص: ۲۹)

اہلیہ کا انتقال:

مولانا خیر الدین اب دوبارہ مکہ مکرمہ واپس جانا چاہتے تھے کہ ۱۸۹۹ء میں ان کی اہلیہ (والدہ مولانا ابوالکلام آزاد) کا انتقال ہو گیا۔ اس لیے مولانا خیر الدین نے مکہ جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔ اور دوسری طرف ان کے مریدوں نے ان کے مکہ جانے کی مخالفت کی۔

کلکتہ میں قیام:

چنانچہ مولانا خیر الدین کلکتہ میں مستقل قیام کا ارادہ کر لیا۔ آپ کلکتہ تشریف لے گئے۔ وہاں آپ کے ایک مرید حاجی عبدالواحد نے ایک مسجد تعمیر کروائی جس میں مولانا خیر الدین نے وعظ و تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا۔ اس وعظ و تبلیغ سے آپ کے مریدوں اور مقتدیوں میں خاصا اضافہ ہو گیا۔ اور ایک ہزار سے زیادہ لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

بڑے بیٹے کا انتقال:

مولانا خیر الدین کے دو بیٹے تھے: ابونصر غلام یلین آہ، محی الدین احمد ابوالکلام آزاد۔

ابونصر غلام یلین آہ مولانا ابوالکلام سے تین برس بڑے تھے۔ ذہانت، طباعی، حافظہ، ذوق علمی، ان ساری چیزوں میں وہ غیر معمولی تھے۔ عربی ادب سے خاص مناسبت رکھتے تھے۔ اور اردو شاعری کا

خاص ذوق رکھتے تھے اور داغ دہلوی سے اصلاح لیتے تھے۔ تقریر و تحریر کا عمدہ سلیقہ تھا۔ مولانا خیر الدین انھیں اپنا جانشین بنانا چاہتے تھے لیکن قدرت کو یہ منظور نہ تھا۔ ۲۱ سال کی عمر میں ذات الحجب (نمونہ) سے ۱۹۰۶ء میں کلکتہ میں انتقال کر گئے۔ اور قبرستان مانک تلہ میں دفن ہوئے۔

مولانا خیر الدین کی وفات:

جواں سال بیٹے کی وفات سے مولانا خیر الدین کو سخت صدمہ پہنچا۔ مولانا خیر الدین نے وعظ و تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا۔ مولانا ابوالکلام آزاد اس وقت اخبار وکیل امرتسر سے وابستہ تھے۔ چنانچہ مولانا خیر الدین نے غلام یلین آہ کی وفات کے بعد مولانا ابوالکلام آزاد کو امرتسر سے بلا لیا۔ لیکن کلکتہ میں مولانا آزاد زیادہ دیر نہ ٹھہر سکے۔ اس لیے کہ مولانا آزاد نے کلکتہ کے قیام میں اپنے والد کے مریدوں کی حرکات و کیفیات کو پسندیدگی کی نگاہ سے نہ دیکھا اور آپ اپنے والد سے اجازت لے کر دوبارہ اخبار وکیل امرتسر سے وابستہ ہو گئے۔ ڈیڑھ سال بعد مولانا خیر الدین شدید بیمار ہو گئے۔ علاج معالجہ جاری رہا لیکن افاقہ نہ ہوا۔ تا آنکہ ۱۵ اگست ۱۹۰۸ء کو مولانا خیر الدین نے اس دُنیا سے کوچ کیا۔ وفات کے وقت عمر ۷۷ سال تھی اور قبرستان مانک تلہ میں سپرد خاک کیے گئے۔

(جاری ہے)

جلسہ سیرت النبی ﷺ

جامع مسجد تقویٰ اہل حدیث چک نمبر ۹۰ ڈی ضلع پاکپتن
میں جلسہ سیرت النبی ﷺ مورخہ ۱۰ دسمبر ۲۰۱۳ء بروز منگل بعد
نماز عشاء منعقد ہوگا۔

جس میں سید سبطین شاہ نقوی، مولانا منظور احمد اور منشاء
قادری خطاب کریں گے۔
(عبدالحفیظ سلفی و انتظامیہ مسجد ہذا)

فرقہ ضالہ مرزائیہ کی تردید میں

علمائے ملتان کا متفقہ فیصلہ

ریاض احمد عاقب

۱۶

خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی علیہ ما یرتفعہ نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو ملتان کے علمائے اہل حدیث میں مولانا میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ؛ مولانا عبدالحق محدث ملتان اور مولانا عبدالتواب محدث ملتان کے علاوہ دیگر علمائے کرام بھی تردید قادیانیت میں پیش پیش رہے۔

مولانا عبدالحق ملتان اور مولانا عبدالتواب ملتان کے شاگرد رشید مولانا ابوزرین عبدالمبین جھنگوی نے رد قادیانیت پر ایک رسالہ یہ نام ”قادیان کا راز کھل گیا“ تحریر کیا جس میں انھوں نے ”عقیدہ ختم نبوت“، ”حیات عیسیٰ علیہ السلام“، ”سفید جھوٹ“، ”عجائبات“ اور ”قیامت“ کے عناوین قائم کر کے قادیانیت کا رد کیا اور اس رسالے کے آخری صفحے پر ملتان شہر کے مختلف علمائے کرام کے رد قادیانیت پر فتاوے جمع کیے۔ یہ رسالہ پندرہ صفحات پر مشتمل ہے۔ اسے مولانا عبدالتواب ملتان نے اپنے مکتبہ سلفیہ ملتان سے ۱۳۵۲ھ میں شائع کیا تھا۔ یہ رسالہ راقم نے مدرسہ دارالحدیث محمدیہ جلال پور پیر والا کی لائبریری میں دیکھا تھا اور اپنے کسی مضمون میں اس کی طرف اشارہ بھی کیا تھا۔

دونومبر ۲۰۱۳ء بروز ہفتہ ختم نبوت کانفرنس کے موقع پر شیخ محترم مولانا محمد رفیق اثری رحمۃ اللہ علیہ مرکز ابن القاسم ملتان تشریف لائے تو انھوں نے مولانا عبدالمبین جھنگوی کے رسالے کا آخری صفحہ، جس پر مختلف علمائے کرام کا متفقہ فتویٰ ہے، الگ سے کمپوز کروا کر کانفرنس کے شرکاء

ختم نبوت پر علمائے اسلام کا اجماع ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری رسول ہیں آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی و رسول نہیں آئے گا۔ جو بھی نبوت و رسالت کا دعویٰ کرے گا وہ کذاب و دجال ہوگا۔ اور دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

عہد رسالت سے لے کر عصر حاضر تک بہت سے سارقین نبوت نے قصر نبوت پر لقب زنی کی۔ ہر دور میں ان دروغ گو سارقین کی سرکوبی کے لیے جانشین صدیق اکبر پیدا ہوئے جنھوں نے ان کذابین کی بیخ کنی کے لیے شاندار خدمات انجام دیں۔

انیسویں صدی عیسوی کے آخر میں جب پنجاب کے ضلع گورداس پور کے ایک قصبہ قادیان کے سرکاری نبی مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو ہر مسلک کے علمائے کرام نے اس فتنے کی تردید میں اپنی اپنی ہمت و بساط کے مطابق کارنامے انجام دیے۔ فتنہ قادیانیت کی تردید و ابطال میں علمائے اہل حدیث سب سے پہلے میدان عمل میں اترے جنھوں نے تحفظ ختم نبوت کے سلسلے میں گراں قدر خدمات اور قربانیاں پیش کیں۔

آج ان محافظین ختم نبوت کے تذکرے تاریخ کے سنہرے اوراق میں محفوظ ہیں برصغیر پاک و ہند کے ہر علاقے سے تعلق رکھنے والے علمائے کرام نے ناموس رسالت کی پاسبانی کی اور عقیدہ ختم نبوت کے دفاع میں حتی الوسع کوشش فرمائی۔

اس مختصر مضمون میں راقم ناچیز فتنہ قادیانیت کی تردید و بیخ کنی میں متفقہ فیصلہ دینے والے علمائے ملتان کے مختصر حالات قارئین کرام کی

میں تقسیم کر لیا۔ اس فتوے کی ایک کاپی ہفت روزہ ”الاعتصام“ (لاہور) میں شائع کرنے کی غرض سے ارسال فرمائی۔

ادارہ ”الاعتصام“ (لاہور) کے مطالبے پر راقم نے ان علماء کے مختصر حالات قلم بند کیے ہیں۔ احوال علمائے ملتان رقم کرنے سے پہلے یہاں اس تاریخ کی تصحیح کرنا مناسب سمجھتا ہوں جو کمپوزنگ کی غلطی سے ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۲۵ھ لکھی گئی ہے۔ صحیح تاریخ ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ ہے۔

جن مفتیان کرام کے نام اور فتاوے رسالے میں درج ہیں ان کے مختصر احوال اور فتاوی جات حسب ذیل ہیں:

۱: مولانا عبدالحق محدث ملتان:

مولانا عبدالحق محدث ملتان، مولانا سلطان محمود افغانی کے فرزند ارجمند تھے۔ وہ ۱۸۷۰ء کو ملتان میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد گرامی سے حاصل کی، بعد ازاں مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دہلی روانہ ہو گئے۔ میاں صاحب سے انھوں نے خوب استفادہ کیا۔ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے علم و مطالعہ اور اصابت رائے پر بڑا اعتماد کرتے تھے۔ باہر سے کوئی استفادہ آتا تو وہ مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کر دیتے تھے۔ مطبوعہ فتاویٰ نذیریہ میں چونٹھ فتاویٰ جات مولانا عبدالحق ملتان رحمۃ اللہ علیہ کے تحریر کردہ ہیں۔

مولانا محدث ملتان نے دہلی سے فراغت کے بعد ملتان کے محلہ قائلین بافان حسین آگاہی میں تعلیم و تدریس اور دعوت و ارشاد کا آغاز کیا۔ ملتان میں مولانا موصوف کا حلقہ تدریس کافی وسیع تھا۔ آپ سے کثیر تعداد میں تشنگان علم نے علمی پیاس بجھائی۔

مولانا گرامی خوش نویس تھے، خطبہ جمعہ فارسی میں تحریر کرتے اور سرانیکی زبان میں بیان کرتے، نماز کے بعد درس قرآن اور نماز مغرب کے بعد درس حدیث بڑے اہتمام سے ارشاد فرماتے تھے۔ مولانا ممدوح کی مساعی جیلہ سے ملتان شہر اور ملتان کے مضافات میں مسلک حق خوب پھیلا۔ آپ نے تقریباً چالیس سال درس حدیث دیا۔

مولانا ملتان کو اللہ تعالیٰ نے زبان اور قلم کے ذریعے اظہار مدعا کی

بہترین خوبی عطا کر رکھی تھی۔ ایک طرف آپ ایسے سحر بیان خطیب، بہترین مقرر، مفسر قرآن اور ماہر مدرس تھے کہ اپنے اور پرائے سب آپ کی جادو بیانی کے معترف تھے۔ دوسری طرف ان کے قلم میں وہ زور تھا کہ ان کے تحریر کردہ فتاوی جات حرف آخر کی حیثیت رکھتے تھے۔

معارف قرآنیہ کے بیان کرنے اور احادیث نبویہ کی وضاحت میں بے مثال ملکہ رکھتے تھے۔ اس دور میں انجمن اہل حدیث ملتان کا قیام عمل میں آیا اس کے زیر اہتمام ۱۹۰۲ء میں ہر سال تبلیغی و اصلاحی اجلاس منعقد ہوتے رہے۔ یہ فخر جماعت اہل حدیث ہی کو حاصل ہے کہ ملتان میں سب سے پہلے دینی جلسوں کا آغاز اسی نے شروع کیا۔ حتیٰ کہ آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کے دو معرکہ آرا اجلاس (۱۹۲۲ء اور ۱۹۲۹ء) اس شہر میں منعقد ہوئے۔ جس میں برصغیر کے دوسرے اکابر علمائے کرام کے علاوہ مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، شیخ الاسلام مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری، مولانا محمد جونا گڑھی، مولانا ابوالقاسم سیف بناری اور مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ نے شرکت فرمائی۔ دبستان نذیریہ کے یہ گل سرسبد ۱۹۲۵ء (۱۳۶۵ھ) میں فوت ہوئے۔ آپ نے فرقہ قادیانیت کے بارے یوں فرمایا:

”فرقہ مرزائیہ مع اپنے بانی کے اسلام سے خارج ہے۔ جو شخص ان کو خارج از اسلام نہ سمجھے اس کے اسلام کا بھی اعتبار نہیں ہے اس فرقہ کے افراد سے کسی قسم کا تعلق رکھنا قواعد اسلامیہ کے خلاف ہے، ان کی تقریروں اور جلسوں میں شامل ہونا بھی قطعاً جائز نہیں۔“

(ابو محمد عبدالحق ملتان)

مولانا عبدالحق ملتان کے مفصل احوال راقم کی کتاب ”مولانا سلطان محمود محدث ملتان اور ان کا خانوادہ علمی“ میں مذکور ہیں۔ جو ابھی غیر مطبوع ہے۔

۲: مولانا عبدالتواب محدث ملتان:

مولانا عبدالتواب محدث ملتان اپنے وقت کے نام ورمصنف عظیم

محقق اور راسخ فی العلم عالم دین تھے۔ آپ مولانا قمر الدین ملتانی کے ہاں جمعرات کے دن بہ وقت چاشت ۱۲ جمادی الثانی ۱۲۸۸ھ (۳۱ اگست ۱۸۷۱ء) کو ملتان میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد گرامی سے حاصل کی، بعد ازاں علوم عالیہ کے حصول کے لیے دہلی کا قصد کیا۔ وہاں محدث دوراں مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا اور ان سے علم حدیث کی تکمیل کی۔ آپ کا شمار میان صاحب کے ارشد تلامذہ میں ہوتا ہے۔ حصول علم کے بعد اپنے شہر ملتان واپس لوٹے اور محلہ قدیر آباد میں درس و تدریس، وعظ و نصیحت اور اشاعت کتب کا آغاز کیا۔ آپ نے مکتبہ سلفیہ کے نام سے ملتان میں ادارہ قائم کیا۔ جس سے نایاب کتب شائع کیں۔ آپ کے تلامذہ میں بڑے بڑے اساطین علم کے نام آتے ہیں۔

مولانا موصوف نے عربی، اردو اور سرائیکی تینوں زبانوں میں تحریری خدمات یادگار چھوڑی۔ آپ کی وفات ۹ رجب ۱۳۶۶ھ (۲۹ مئی ۱۹۴۷ء) بروز اتوار کو ہوئی۔

آپ کے تفصیلی حالات اور خدمات جلیلہ کے لیے راقم کی کتاب ”مولانا عبدالنواب اور ان کی خدمات“ کا مطالعہ فرمائیں۔

رد قادیانیت کے بارے مولانا عبدالنواب رقم طراز ہیں:

”فرقہ مرزائیہ اصولاً و فرعاً اسلام کے مخالف ہے اور ان کا معتدا (یعنی مرزا قادیانی) انبیاء علیہم السلام کے فضائل کا انکاری ہے، پس ان سے ہر طرح کا تعلق حرام ہے۔ واللہ اعلم۔“
(محمد عبدالنواب بہ قلم خود)

۳: مولانا ابوالفیض فیض اللہ قریشی:

مولانا فیض اللہ قریشی، مولانا خواجہ عبدالرشید صدیقی کے حقیقی ماموں تھے۔ انھیں مولانا سلطان محمود افغانی اور مولانا عبدالحق ملتانی سے شرف تلمذ حاصل تھا۔ وہ اپنے وقت کے جید عالم دین، حق گو مبلغ اور تحریک خلافت کے سرگرم رکن تھے۔ آپ نے محکمہ ریلوے میں نقشہ نویسی کی ملازمت اختیار کر رکھی تھی۔ ۱۹۲۰ء میں تحریک خلافت سے

متاثر ہو کر گورنمنٹ کی ملازمت سے استعفیٰ دے دیا۔ ۱۳۲۸ھ (۱۹۴۹ء) کو موصوف حجاز مقدس کے سفر پر گئے۔ وہاں انھوں نے مدینۃ الرسول میں مستقل رہائش رکھ لی۔ مدینہ میں ۷ ربیع الثانی ۱۳۵۱ھ میں ”القول الطیب فی مذہب اہل حدیث“ نامی عربی میں ایک رسالہ لکھا جس میں انھوں نے مسلک اہل حدیث کی تاریخ، حقانیت اور تقلید کا رد کیا۔ یہ رسالہ ۱۳۵۲ھ میں ثنائی پریس امرتسر سے شائع ہوا۔ مولانا فیض اللہ قریشی اپنی ہمیشہ گان کے اصرار پر دوبارہ اپنے وطن واپس آ گئے۔ کچھ مدت سرکی دروازہ پشاور میں تدریسی خدمات پر مامور رہے۔ بعد ازاں ملتان شہر تشریف لائے۔ یہاں پاک گیٹ کے قریب محلہ جنڈی ویڑہ میں امامت و خطابت کی خدمات تاحیات انجام دیتے رہے، حتیٰ کہ ۱۳۵۸ھ کو اس دار فانی سے ہمیشہ کے لیے رخصت ہو گئے۔

مولانا فیض اللہ قریشی فرقہ مرزائیہ کے بارے یوں لکھتے ہیں:

”فرقہ مرزائیہ، خواہ قادیانی ہو یا لاہوری، خاکسار کے نزدیک مثل فرقہ مرتدہ مصدقہ برائے نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حقیقتہً مصدقہ میلہ کذاب کے ہے اور اسلام سے خارج ہے۔“

(ابوالفیض فیض اللہ عفی عنہ۔ ۲۵ ربیع الآخر ۱۳۵۲ھ)

۴: مولانا ملک عبدالعزیز مناظر ملتانی:

مولانا عبدالعزیز مناظر ملتانی ملتان کے معروف عالم دین، بہترین مدرس، بے باک مناظر اور عظیم محقق تھے۔ کسبِ حلال اور صدقِ مقال ان کا طرہ امتیاز تھا۔ انھیں امام العصر مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، مولانا عبدالحق ملتانی، مولانا عبدالنواب ملتانی اور مولانا شرف الدین محدث دہلوی ایسے اساطین علم سے شرف تلمذ حاصل تھا۔ موصوف رحمۃ اللہ علیہ مناظرہ میں مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے خاص تربیت یافتہ تھے۔ وہ ۱۸۹۵ء کے پس و پیش ملتان شہر کی مشرقی جانب چاہ خدا داد موضع بھینی میں ملک نبی بخش کے گھر پیدا ہوئے۔ حصول علم کے بعد کتاب و سنت کی نشر و اشاعت و دفاع میں مصروف رہے۔ قیام پاکستان سے قبل متحدہ ہندوستان کے اکثر اضلاع میں آپ کے تبلیغی

واصلحی دورے معروف ہیں۔ ۱۹۲۰ء تا ۱۹۳۵ء انجمن اہل حدیث ملتان کے زیر اہتمام ملتان شہر کے سالانہ جلسوں میں آپ کا کردار نمایاں ہے۔ ۲۵ سال سے زائد عرصہ جامع مسجد توحید اہل حدیث چوک گھنٹہ گھر ملتان میں لوجہ اللہ خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے رہے۔

مولانا گرامی بڑے غیور جسور اور خوددار تھے۔ آپ نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ مدرسہ دارالحدیث محمدیہ عام خاص باغ میں بہ حیثیت مہتمم و شیخ الحدیث گزارا۔ مولانا مدوح نے دینی خدمات کو کبھی بھی ذریعہ معاش نہیں بنایا۔ اپنے ذاتی کاروبار سے گزر بسر کرتے تھے۔ مولانا محترم فرق باطلہ کے خلاف ششیر برہنہ تھے۔ رد شیعیت اور قادیانیت پر آپ نے گراں قدر خدمات انجام دیں۔

تردید قادیانیت میں مولانا گرامی نے اکاذیب مرزا اور حیات مسیح نامی رسائل لکھ کر مرزائیت کا خوب محاسبہ کیا۔ یہ رسائل مطبوع ہیں۔ ۹ جولائی ۱۹۶۹ء بروز جمعرات آپ اس جہاں فانی سے فوت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

قادیانیت کے خلاف آپ نے یوں فرمایا:

”فرقہ مرزائیہ قادیانیہ اصل اسلام کے مخالف ہے لہذا ان کے ساتھ میل جول ممنوع ہے۔“

(بندہ ابوالحریر عبدالعزیز ملتانی)

۵: مولانا عبدالحق:

مولانا عبدالحق بن مولانا احمد دین ۵ مئی ۱۸۹۶ء کو بستی ولی محمد جھنڈیر تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ میں پیدا ہوئے۔ مولانا موصوف نے ”باگڑ سرگاہ“ میں اپنے برادر کبیر مولانا نور الحق شورکوٹی اور والد گرامی سے علوم اسلامیہ کی اکثر کتب پڑھیں۔ علوم عالیہ کے حصول کے لیے دارالعلوم دیوبند کا قصد کیا اور وہیں سے سند فراغت حاصل کی۔

فراغت کے بعد دارالعلوم میں کچھ عرصہ پڑھایا۔ بعد ازاں اپنے وطن واپس لوٹ آئے۔ آپ نے تین سال جامعہ عباسیہ بہاول پور میں بہ طور شیخ الحدیث خدمات انجام دیں۔ اس کے بعد پانچ سال مدرسہ نعمانیہ ملتان، بارہ سال مدرسہ محمدیہ نڑھال، چھ سال جامعہ قاسم

العلوم ملتان اور زندگی کا آخری عرصہ جامعہ دارالعلوم کبیر والا میں درس و تدریس میں صرف کیا اور وہیں ۱۵ نومبر ۱۹۶۶ء (یکم شعبان ۱۳۸۶ھ) کو نماز فجر کے بعد فوت ہوئے۔

مولانا عبدالحق بہترین مدرس، اچھے منتظم، خوش باش اور ہنس مکھ انسان تھے۔ آپ کے مفصل احوال کے لیے ”تذکرہ علمائے پنجاب از اختر راہی (۲۷۳/۱) ملاحظہ فرمائیں۔

آپ نے قادیانیوں کے خلاف یوں تبصرہ فرمایا:

”جماعت مرزائیہ کی تکفیر دلائل قطعیہ سے ثابت ہے، قطعی کفر میں شک کرنا بھی موجب کفر ہے۔“

(خادم الطلاب: عبدالحق عفی اللہ عنہ، صدر مدرس مدرسہ نعمانیہ، ملتان) ۶: مولانا محمد شفیع:

مولانا محمد شفیع ۱۸۹۵ء کو مولانا یار محمد کے ہاں ملتان میں پیدا ہوئے۔ ۱۲ سال کی عمر میں والد گرامی کے پاس قرآن مجید حفظ کر لیا، مزید تعلیم مولانا غلام محمد گھوٹوی سے حاصل کی۔ دورہ حدیث کے لیے مدرسہ امینیہ دہلی کا قصد کیا۔ وہاں مولانا مفتی کفایت اللہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا اور علم حدیث پڑھنے کے بعد وطن واپس لوٹے۔ ۳ برس موضع ککڑ پٹہ کی ایک بستی نڑھال کے مدرسہ محمدیہ میں تدریسی امور انجام دیے۔ اس کے بعد مدرسہ سبحانیہ ملتان میں پڑھاتے رہے۔ کچھ عرصہ مدرسہ سلیمیہ المعروف جامع مسجد اہلی والی میں بھی فرائض تدریس انجام دیتے رہے۔ بعد ازاں مدرسہ قاسم العلوم ملتان میں تادم واپس تدریسی شغل اختیار کیے رکھا۔ آپ نے ۱۹۷۸ء (۱۳۹۸ھ) میں وفات پائی۔ (تاریخ ملتان، از منشی عبدالرحمن، ص: ۲۵۰)

آپ فرقہ قادیانیہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

”چونکہ فرقہ ضالہ مرزائیہ نصوص قرآنیہ و احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلاة والتحیة کا منکر ہے لہذا ان کے کفر میں کوئی شبہ نہیں۔“ (محمد شفیع عفی عنہ)

۷: مولانا عبدالحق:

مولانا عبدالحق عفی اللہ عنہ خانہ کعبہ کے چشم و چراغ تھے آپ خواجہ عبید

رسالہ ”قادیان کا راز کھل گیا“ کے مؤلف ہیں۔ ان کے احوال ہمارے صاحب قلم دوست محترم حمید اللہ خاں عزیز کے ذریعہ معلوم ہوئے۔

مولانا عبدالمتمین جھنگوی ۱۹۰۷ء کو جھنگ شہر کے ایک قصبہ وریام میں عبدالحلیم بن عبدالحکیم کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ کا شمار راجپوت فیلی کے سرکردہ افراد میں ہوتا تھا۔ آپ کے برادر کرم مولانا عبدالحلیم مولانا اسماعیل سلفی رحمہ اللہ کے رفیق علم تھے۔ مولانا عبدالمتمین نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقے کے علمائے کرام سے حاصل کی۔ بعد ازاں آپ کے والد گرامی آپ کو مولانا عبدالحق محدث ملتان کی خدمت میں ملتان لے آئے۔ وہاں آپ نے مولانا عبدالحق ملتان رحمہ اللہ سے نحو، منطق، ادب اور فلسفہ کے علاوہ بلوغ المرام سے لے کر کتب ستہ درسا پڑھیں۔ آپ نے ملتان شہر کے دوسرے بڑے عالم دین مولانا عبدالتواب محدث ملتان کے سامنے بھی زانوئے تلمذ طے کیا اور ان سے خوب استفادہ کیا۔ جب تحریک خلافت زوروں پر تھی تو ملتان شہر کے دیگر علماء کے ہمراہ مولانا جھنگوی نے بھی اس تحریک میں حصہ لیا۔ مولانا عبدالعزیز مناظر ملتان کے ساتھ مل کر فرق باطلہ سے بحث و مناظرہ میں بھی شرکت کی جس سے آپ کی صلاحیتوں میں مزید نکھار پیدا ہوا۔ اسی اثنا میں جامع مسجد ثالیاں والی احمد پور شرقیہ کی انتظامیہ نے مولانا عبدالحق ملتان کی خدمت میں درخواست پیش کی کہ مولانا عبدالمتمین کو بہ طور خطیب و مدرس احمد پور بھیجیں چنانچہ مولانا ملتان کے حکم سے مولانا عبدالمتمین جھنگوی تاحیات احمد پور شرقیہ میں اپنی خدمات انجام دیتے رہے۔ آپ کی مساعی جمیلہ سے احمد پور شرقیہ میں مسلک حق خوب پھیلا۔ آپ ۱۹۵۲ء میں فوت ہوئے۔

مولانا گرامی نرینہ اولاد سے محروم تھے۔ آپ کے تفصیلی حالات زیر ترتیب کتاب ”مولانا عبدالحق ہاشمی اور ان کا خاندان“ (از محترم حمید اللہ خاں عزیز) میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

اللہ ملتان کے پوتے اور عبدالرحمن المعروف عربی صاحب کے فرزند رشید تھے۔ آپ نے اپنے دادا اور والد گرامی سے حصول علم کیا۔ علوم عقلیہ و نقلیہ میں سند فراغت کے حصول کے بعد ۱۳۰۰ھ میں اپنے بزرگوں کی زیر نگرانی مدرسہ عبیدیہ محلہ قدیر آباد میں درس و تدریس کا آغاز کیا اور دارالافتاء کی ذمہ داری سنبھالی۔ علم میراث کے ماہر تھے موصوف نے اپنے دادا کی مشہور تالیف ”ابیات فسی علم المیراث“ کی شرح لکھی جو بے حد مقبول ہوئی۔ فقہی امور میں ید طولی رکھتے تھے۔ فتویٰ نویسی کا فن خوب جانتے تھے۔ زندگی کے آخری ایام تک درس و تدریس میں مشغول رہے۔ ۹۰ برس کی عمر پا کر ۱۹۴۰ء میں فوت ہو گئے۔ (تفصیلی احوال کے لیے دیکھیں فقہائے ملتان از عمر کمال ایڈوکیٹ: ۴۷)

مفتی عبدالحلیم رقم طراز ہیں:

”چونکہ علمائے اسلام نے تکفیر پر اتفاق کیا ہے لہذا فقیر بھی اس حکم میں متفق ہے۔ فرقہ مرزائیہ کج معج فرقہ دائرہ اسلام سے خارج ہے، قطع تعلق ان سے واجب ہے۔ فقط“
(ملاحمد عبدالحلیم ملتان)

۸: مولانا محمد اشرف:

ان کے احوال نہیں مل سکے۔ وہ لکھتے ہیں:
”مرزائی، خواہ قادیانی یا لاہوری پارٹی ہو، دائرہ اسلام سے خارج ہے، ان سے مقاطعہ قطعاً لازم اور فرض ہے۔“
(محمد اشرف عفی عنہ مدرس مدرسہ حقانیہ)

۹: مولانا کلیم اللہ:

ان کے احوال بھی نہیں مل سکے۔ وہ قادیانیت کے بارے میں رقم طراز ہیں:

”باتفاق علمائے محققین کفر مرزائیہ ثابت ہے۔“
(کلیم اللہ عفی عنہ بہ قلم خود)

۱۰: مولانا عبدالمتمین جھنگوی:

اب مولانا عبدالمتمین جھنگوی کے مختصر احوال پیش خدمت ہیں، جو اس

قرآن مجید میں ﴿مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ کا استعمال اور اس کا مفہوم

میاں محمد جمیل، کنویر تحریک دعوت توحید پاکستان

درکنار میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتا۔ آپ میرے دل کی سچائی اور عاجزی سے پوری طرح آگاہ ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی فریاد کو جاری رکھتے ہوئے عرض کریں گے کہ میں نے انھیں پوری زندگی یہی بات بار بار کہی اور سمجھائی کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمھارا رب ہے، میں ان کے بارے میں اتنی ہی شہادت دے سکتا ہوں۔ جب تُو نے مجھے فوت کر لیا تو تُو ہی ان کا نگہبان تھا اور تُو ہی ان کے عقیدے اور عمل کو جاننے والا ہے۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ فریاد کرتے ہوئے عیسیٰ علیہ السلام اس قدر عاجزی و انکساری کا اظہار کریں گے کہ ان کے جسم کے ایک ایک مسام سے پسینا بہنا شروع ہو جائے گا بالآخر سر پاپا التجا بن کر عرض کریں گے کہ اگر تو انھیں عذاب کرے تیرے ہی بندے ہیں اگر معاف فرمادے تو تجھے روکنے اور ٹوکنے والا کوئی نہیں کیوں کہ تُو اپنے فیصلے صادر کرنے پر غالب اور نہایت حکمت والا ہے۔ اتنی عاجزی اور بار بار فریاد کرنے کے باوجود رب ذوالجلال

فرمائے گا کہ آج سچے لوگوں کو ان کی سچائی کا ہی فائدہ پہنچے گا:

﴿إِنْ تَعَذَّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ قَالَ اللَّهُ هَذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصَّادِقِينَ صِدْقُهُمْ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ لِلَّهِ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا فِيهِنَّ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

[المائدة: ۱۱۸-۱۲۰]

﴿مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ میں حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم علیہما السلام شامل ہیں:

﴿وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يُعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّي آلِهَتَيْنِ مِنْ دُونِ اللَّهِ قَالِ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقِّ إِنْ كُنْتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ۝﴾

[المائدة: ۱۱۶]

”اور جب اللہ فرمائے گا اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تُو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا معبود بنالو؟ عیسیٰ کہیں گے تُو پاک ہے میرے لیے جائز نہیں کہ وہ بات کہوں جس کا مجھے حق نہیں اگر میں نے یہ کہا یقیناً تو اسے جانتا ہے جو میرے نفس میں ہے اور میں نہیں جانتا جو آپ کے دل میں ہے یقیناً تو خفیہ باتوں کو اچھی طرح جاننے والا ہے۔“

عیسائیوں کے باطل عقیدے کی وجہ سے یہ وقت بھی آئے گا کہ اللہ تعالیٰ محشر کے میدان میں تمام لوگوں کے سامنے بڑے جلال کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سوال کرے گا کہ اے مریم کے بیٹے عیسیٰ! کیا تُو نے عیسائیوں کو یہ تبلیغ کی تھی کہ مجھے اور میری والدہ کو اللہ کے سوا معبود بنالو؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے رب کے حضور التجا کریں گے کہ اے رب ذوالجلال والا کرام! میں وہ بات کہنے کی کس طرح جرأت کر سکتا تھا جس کے کہنے کا مجھے اختیار نہیں تھا۔ الہی! ایسی بات کہنا تو

کا جنات ہی پر ایمان تھا۔ ملائکہ کی براءت کے بعد رب ذوالجلال اعلان فرمائیں گے کہ آج تم میں سے کوئی ایک دوسرے کو نفع اور نقصان دینے کا اختیار نہیں رکھتا۔ اس کے بعد حکم صادر ہوگا کہ انھیں جہنم کے دکھتے ہوئے انگاروں میں جھونک دیا جائے کیوں کہ یہ جہنم کو جھٹلایا کرتے تھے۔

یاد رہے کہ ملائکہ کو اللہ کی بیٹیاں قرار دینے اور ان کی عبادت کرنے والے صرف مکہ اور عرب کے مشرک ہی نہ تھے بلکہ آج بھی ہندوستان، جاپان، فرانس اور دیگر ممالک میں کروڑوں لوگ ایسے ہیں جو ملائکہ کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں سمجھ کر ان کی عبادت کرتے اور ان سے مدد مانگتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ قیامت کے دن ملائکہ ہمارے سفارشی ہوں گے۔ جہاں تک مشرکین مکہ کے عقیدے کا تعلق ہے تو وہ ملائکہ کے ساتھ جنات کی بھی عبادت کیا کرتے تھے اور آج بھی بے شمار کافر اور کلمہ گو مسلمان جنات سے مدد طلب کرتے ہیں:

”كانوا اذا نزلوا الوادي قالوا نعوذ بسيد هذا الوادي من شر مافيه ، فتقول الجن مانملك لكم ولا لانفسنا ضرا ولا نفعا .“ (تفسير الطبري)

”عرب جاہلیت میں جب کسی جنگل یا وادی میں سفر کرتے تو آوازیں دیتے کہ ہم اس جنگل کی چیزوں کے شر سے اس وادی کے سردار جن سے پناہ مانگتے ہیں۔ جن جواب دیتے کہ ہم تمہارے اور اپنے نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتے لیکن اس کے باوجود مشرک انھیں صدا دیتے تھے۔“

اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز ”مِنْ دُونِ اللَّهِ“ میں شامل ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادٌ أَمْثَلُكُمْ فَادْعُوهُمْ فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾

[الأعراف: ۱۹۴]

”بے شک جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو وہ تمہارے جیسے بندے ہیں، پس انھیں پکارو، پھر اگر تم سچے ہو تو وہ تمہاری بات قبول کریں۔“

”اگر تو انھیں عذاب دے تو بے شک وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انھیں بخش دے تو بے شک تو ہی سب پر غالب، حکمت والا ہے۔ اللہ فرمائے گا یہ وہ دن ہے کہ بچوں کو ان کا سچ نفع دے گا، ان کے لیے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں، اللہ ان سے ہمیشہ راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ اللہ ہی کے لیے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے اور اس کی بھی جوان میں ہے اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔“

ملائکہ کے لیے ”مِنْ دُونِ اللَّهِ“ کے الفاظ:

﴿وَيَوْمَ يُحْشَرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلَائِكَةِ أَهَؤُلَاءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ ۚ قَالُوا سُبْحَنَكَ أَنْتَ وَلِيِّنَا مِنْ دُونِهِمْ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ أَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُؤْمِنُونَ﴾ [سبا: ۴۰، ۴۱]

”اور جس دن اللہ تمام انسانوں کو جمع کرے گا پھر فرشتوں سے پوچھے گا کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کیا کرتے تھے؟ ملائکہ جواب دیں گے کہ تو پاک ہے ہمارا تعلق تو آپ سے ہے ان سے نہیں یہ ہماری نہیں بلکہ جنوں کی عبادت کرتے تھے، ان میں سے اکثر انھی کو ماننے والے تھے۔“

مشرکین میں ہمیشہ سے ایک طبقہ ایسا رہا ہے جو ملائکہ کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیتا اور ان سے مدد طلب کرتا ہے ان کا کہنا ہے کہ قیامت کے دن ملائکہ ہماری سفارش کریں گے۔ ایسے لوگوں کے سامنے ملائکہ کو کھڑے کر کے سوال کیا جائے گا کہ بتلاؤ یہ لوگ تمہاری عبادت کرتے تھے اور تمہارا ان کے ساتھ کیا واسطہ تھا؟ ملائکہ دست بستہ ہو کر عرض کریں گے کہ آپ تو ہر قسم کے شرک سے پاک اور مبرا ہیں جہاں تک ہمارا معاملہ ہے ہمارا مشرکوں سے کیا واسطہ، ہمارے مالک تو آپ ہیں یہ لوگ ہمارے نام پر جنوں کی عبادت کیا کرتے تھے اور ان

العقول“ کے لیے استعمال ہوتا ہے یعنی روح اور عقل رکھنے والے۔ ظاہر بات ہے کہ اس فرمان میں پہلی مراد انسان ہیں۔ اس کا معنی ہوا کہ جن بزرگوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا یا اس کے ساتھ مشکل کشا، حاجت روا اور وسیلہ سمجھتے ہو وہ تو خود اللہ تعالیٰ کا قرب چاہتے ہیں ان کی حالت یہ تھی کہ وہ اپنے رب کی رحمت کے طلب گار اور اس کے عذاب سے لرزاں و ترساں رہتے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ایسی خوف ناک چیز ہے جس سے ہر حال میں ڈرنا چاہیے۔

﴿وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَقُولُ
ءَ أَنْتُمْ أَضَلُّنَا أَمْ لَكُمْ عِبَادٌ آخَرُونَ أَمْ لَهُمْ ضُلُّوا
السَّبِيلَ﴾ قَالُوا سُبْحَنَكَ مَا كَانَ يُنْبَغِي لَنَا أَنْ نَتَّخِذَ
مِنْ دُونِكَ مِنْ أَوْلِيَاءَ وَلَكِنْ مَتَّعْتَهُمْ وَآبَاءَهُمْ
حَتَّى نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوا قَوْمًا بُورًا﴾

[الفرقان: ۱۸، ۱۷]

”یہ وہی دن ہوگا جب اللہ انہیں اور ان کے معبودوں کو بلائے گا جنہیں وہ اللہ کو چھوڑ کر پوجتے رہے ہیں ان سے پوچھے گا کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا؟ یا یہ خود گمراہ ہو گئے تھے؟ وہ عرض کریں گے آپ کی ذات پاک ہے ہم میں یہ طاقت نہ تھی کہ آپ کے سوا کسی کو اپنا کارساز بناتے البتہ آپ نے ان کو اور ان کے باپ دادا کو سامان زندگی دیا حتیٰ کہ یہ نصیحت بھول گئے اور ہلاک ہونے والوں میں ہوئے۔“

شرک کرنے والا شخص حقیقی عقل کھو بیٹھتا ہے جس وجہ سے اسے اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ میں جس کو اللہ تعالیٰ کی ذات یا اس کے اختیارات میں شریک کر رہا ہوں اس کی اپنی حیثیت کیا ہے؟ بے عقلی کی وجہ سے مشرک اللہ کے ان بندوں کو بھی رب کے اختیارات میں شریک سمجھتے ہیں جو خود زندگی بھر شرک کی مخالفت کرتے رہے۔ ان میں انبیاء کرام علیہم السلام اور صلحاء لوگ شامل ہیں جب یہ لوگ دنیا سے کوچ کر گئے تو مشرکوں نے اپنے مفاد کی خاطر انہیں بھی اللہ تعالیٰ کا

﴿قُلْ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ
كُشْفَ الضَّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا﴾ أُولَئِكَ الَّذِينَ
يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ
كَانَ مَخْذُورًا﴾ [بنی اسرائیل: ۵۶، ۵۷]

”فرمادیجیے! بلاؤ ان کو جنہیں تم نے اللہ کے سوا گمان کر رکھا ہے پس وہ نہ تم سے تکلیف دور کرنے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ اسے بدلنے کا۔ جنہیں وہ پکارتے ہیں وہ خود اپنے رب کا قرب تلاش کرتے ہیں جو ان میں سے زیادہ قریب ہیں اور اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں بے شک تیرے رب کا عذاب ڈرنے کے لائق ہے۔“

اے رسول (ﷺ)! ان لوگوں کو فرمائیں کہ جن لوگوں کو تم اللہ کے سوا مشکل کشا، حاجت روا سمجھتے ہو انہیں بلاؤ وہ تمہاری تکالیف دور کرنے یا ان کو بدلنے کا اختیار نہیں رکھتے۔ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا یا اس کے ساتھ اپنی مدد کے لیے پکارتے ہو وہ تو اپنے رب کے ہاں قرب کے متلاشی ہیں۔ کہ کون ان میں سے اپنے رب کا مقرب بندہ بنتا ہے اور کون اس کے عذاب سے ڈرنے والا ہے؟ کیونکہ آپ کے رب کا عذاب ڈرنے کے لیے ہے۔

یاد رہے کہ مکہ کے مشرک پتھر، لکڑی اور مٹی کے بتوں کو اللہ تعالیٰ کے ہاں وسیلہ اور حرمت کے طور پر پیش کرتے تھے ان کا کہنا تھا کہ اس میں کوئی شک نہیں یہ انسان کے ہاتھوں کے بنائے ہوئے مجسمے ہیں مگر ان میں فوت شدہ بزرگوں کی روح حلول کر گئی ہے جن کی عبادت سے خوش ہو کر اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی خدائی میں سے اختیارات دے رکھے ہیں۔

اہل مکہ کے عقیدہ کے مقابلے میں یہود و نصاریٰ بتوں کو وسیلہ بنانے کی بجائے انبیاء اور صلحاء کی قبروں کو وسیلہ بنایا کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے ”الَّذِينَ“ کا لفظ استعمال کیا ہے اس کے بارے میں تمام اہل علم کا اتفاق ہے کہ یہ کا لفظ ”ذی روح“ اور ”ذوی

جھوٹکا جائے۔

یہاں یہ بات بھی یاد دہانی چاہیے کہ جو لوگ یہ کہہ کر لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں کہ من دون اللہ سے مراد پتھر، مٹی اور لکڑی کے بت ہیں انھیں معلوم ہونا چاہیے قرآن وحدیث میں کہیں نہیں آیا کہ قیامت کے دن بتوں میں جان ڈالی جائے گی اور ان سے سوال کیا جائے گا البتہ جن پتھر کے بتوں کی پوجا کی جاتی تھی انھیں مشرکوں کے ساتھ ہی جہنم میں پھینکا جائے گا یہاں من دون اللہ سے مراد وہ فوت شدگان بزرگ ہیں جنھیں لوگوں نے داتا، دستگیر، حاجت روا اور مشکل کشا بنالیا اور ان سے فریادیں کرتے ہیں جبکہ یہ بہت بڑی گمراہی ہے:

﴿وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُو مِنْ دُونِ اللَّهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ ۝ وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كُفَرِينَ﴾ [الاحقاف: ۶۰، ۶۱]

”اس شخص سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جو اللہ کو چھوڑ کر ان کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی پکار کا جواب نہیں دے سکتے بلکہ وہ بلانے والوں کی پکار سے بے خبر ہیں اور جب سب لوگ جمع کیے جائیں گے تو وہ اپنے پکارنے والوں کے دشمن ہوں گے اور اپنی عبادت کا انکار کریں گے۔“

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاستَمِعُوا لَهُ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوْ اجْتَمَعُوا لَهُ وَإِنْ يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَنْقِذُوهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ ۝﴾ [الحج: ۷۳]

”لوگو! ایک مثال بیان کی جاتی ہے اسے غور سے سنو! اللہ کو چھوڑ کر جن معبودوں کو پکارتے ہو وہ سب مل کر ایک کبھی بھی پیدا تو نہیں کر سکتے اگر کبھی ان سے کوئی چیز چھین کر لے جائے تو وہ اس سے واپس نہیں لے سکتے کمزور ہیں مدد چاہنے والے بھی اور جن سے مدد مانگی جاتی ہے وہ بھی کمزور۔“

﴿وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ

شریک ٹھہرایا ان کی قبروں پر عرس اور میلے لگائے، حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ کر ان کے سامنے سجدے کیے اور ان کے سامنے اپنی حاجات پیش کرتے رہے یہی کام اور باتیں عبادت کا خلاصہ ہیں اللہ تعالیٰ انھیں اور جن کی عبادت کی جاتی تھی قیامت کے دن اکٹھا کر کے سوال کرے گا کہ کیا تم نے میرے بندوں کو گمراہ کیا تھا یا یہ خود ہی راہ ہدایت سے بھٹک گئے تھے؟ انبیاء کرام علیہم السلام، نیک علماء اور صلحاء اپنے رب کے حضور عرض کریں گے کہ آپ تو ہر قسم کے شرک سے مبرا ہیں جہاں تک ہماری ذات کا معاملہ ہے ہمارے لیے یہ کیسے جائز تھا کہ ہم تیری عبادت کی طرف بلانے کی بجائے لوگوں کو اپنی یا دوسروں کی عبادت کرنے کا حکم دیتے دراصل آپ نے انھیں اور ان کے باپ دادا کو دنیا کی زندگی اور اس کی نعمتیں عطا فرمائیں یہ لوگ شکر گزار بننے کی بجائے تیری ذات اور احکام کو بھول گئے اور یہ لوگ ہلاک ہونے والے تھے۔

﴿وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لِّيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا ۝ كَلَّا سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ

ضِدًّا ۝﴾ [مریم: ۸۱، ۸۲]

”ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے معبود بنارکھے ہیں اس لیے وہ ان کے مددگار ہوں گے حالانکہ ان کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔“

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بار بار اس بات سے منع کیا ہے کہ لوگو! اللہ کے سوا نہ کسی کی عبادت کرو اور نہ کسی کو پکارو اور نہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کی عبادت کرو کیونکہ ”تمہارا اللہ ایک ہی ہے وہ بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔“ (البقرہ: ۱۶۳) لیکن مشرک یہ بات ماننے اور سمجھنے کی بجائے ان بزرگوں کے سامنے اپنی حاجات پیش کرتے ہیں جن کو یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے۔ جب انھیں اٹھا کر اللہ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا تو نہ صرف وہ مشرکوں کے شرک سے انکار کریں گے بلکہ ان کے خلاف شہادت دیتے ہوئے کہیں گے کہ نہ صرف ہم ان کے شرک کی مذمت اور انکار کرتے ہیں بلکہ ہماری درخواست ہے کہ شرک کرنے والوں کو جہنم میں

يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَالسَّهْوَتِ مَطْوِيَّاتٍ بِيَمِينِهِ سُبْحَنَهُ
وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ [الزمر: ۶۷]

”ان لوگوں نے اللہ کی قدر ہی نہ کی جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق ہے۔ قیامت کے دن پوری زمین اُس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے اللہ اُس شرک سے پاک اور بالاتر ہے جو لوگ کرتے ہیں۔“

شرک کا عقیدہ اس قدر ناپائیدار اور کمزور ہے کہ اگر اس پر معمولی سا غور کر لیا جائے تو اسے چھوڑنا انسان کے لیے نہایت ہی آسان ہو جاتا ہے۔ لیکن مشرک شرک کے بارے میں انتہائی جذباتی ہوتا ہے جس وجہ سے مثال بیان کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے لوگو! تمہارے سامنے ایک مثال بیان کی جاتی ہے اسے پوری توجہ کے ساتھ سنو یعنی اس سے بدکنے کی بجائے اس پر ٹھنڈے دل کے ساتھ غور کرو بے شک جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے بے شک وہ سب کے سب اس کام کے لیے اکٹھے ہو جائیں مکھی پیدا کرنا تو درکنار، اگر مکھی کوئی چیز اُڑالے جائے تو وہ اُس سے چھڑا نہیں سکتے مرادیں مانگنے والے اور جن سے مرادیں مانگی جاتی ہیں سب کے سب کمزور ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہیں جانی جس طرح اُس کی قدر جاننے کا حق تھا یقیناً اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا اور ہر چیز پر غالب ہے۔ ان الفاظ میں یہ اشارہ ہے کہ مشرک کو شرک سے بالفعل روکنا اللہ تعالیٰ کی قدرت سے باہر نہیں وہ ہر قسم کی قدرت اور غلبہ رکھتا ہے لیکن اس نے اپنی حکمت کے تحت لوگوں کو مہلت دے رکھی ہے۔ اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے شرک کی بے ثباتی ثابت کرنے اور اس سے نفرت دلانے کے لیے ایسے جانور کی مثال دی ہے جس سے ہر آدمی نفرت کرتا ہے عام مکھی کی مثال اس لیے دی ہے کہ وہ اس بات کا امتیاز نہیں کرتی کہ جس چیز پر بیٹھ رہی ہے وہ کس قدر غلیظ اور بدبودار ہے یہی وجہ ہے کہ وہ ایک وقت گندگی کے ڈھیر پر بھینھنا رہی ہوتی ہے اور

دوسرے لمحہ کھانے والی چیز پر جا بیٹھتی ہے۔ یاد رہے کہ مکھی اور کتا کسی چیز سے سیر نہیں ہوتے اس لیے مشرک کی مثال کتے کے ساتھ بھی دی گئی ہے۔ (الاعراف: ۱۷۳-۱۷۶)

کردار کے اعتبار سے یہی مشرک کی مثال ہے کہ وہ عقیدہ توحید کی عظمت اور برکت چھوڑ کر جگہ جگہ ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے یہاں تک کہ ایسے لوگوں کے قدموں میں جا بیٹھتا ہے جنہیں پاکی، پلیدی کا خیال تک نہیں ہوتا وہ ایسے لوگوں سے مانگتا ہے جو در بدر کی ٹھوکریں کھاتے اور مزارات پر آنے والوں کے پیچھے بھاگتے پھرتے ہیں۔ یہ تو کلمہ گو حضرات کا حال ہے جہاں تک غیر مسلموں بالخصوص ہندو قوم کا معاملہ ہے وہ اس حد تک انسانیت سے گر چکے ہیں کہ ان میں کچھ لوگ جانوروں اور مجذوبوں کے نفس کی پوجا کرتے ہیں کیونکہ مشرک اپنے رب کی قدر نہیں پہچانتا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ اُسے دنیا میں ہی ذلیل کر دیتا ہے۔

مندرجہ بالا آیات اور تفسیر سے واضح ہو چکا ہے کہ قرآن مجید نے ﴿مَنْ دُونِ اللَّهِ﴾ سے مراد صرف بت نہیں لیے بلکہ اللہ تعالیٰ کے سوا جسے بھی پکارا جائے اور جس کی بھی عبادت کی جائے گی وہ ﴿مَنْ دُونِ اللَّهِ﴾ میں شامل ہے اور ہوگا۔

افسوس! اتنی واضح آیات ہونے کے باوجود شرک کی حمایت کرنے والے ایک مفسر قرآن نے یہاں تک لکھا ہے جس پر افسوس کرنے کے سوا کچھ نہیں کہا جاسکتا لکھتے ہیں:

﴿قُلْ أَرَأَيْتُمْ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَوَاتِ إِنَّتُونِي بِكِتَابٍ مِّن قَبْلِ هَذَا أَوْ أَنَارَةٍ مِّنْ عِلْمٍ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ٥﴾ [الاحقاف: ۴]

”اے نبی! ان سے فرمائیں کہہی تم نے غور کیا ہے کہ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو؟ مجھے دکھاؤ کہ زمین میں انھوں نے کیا پیدا کیا ہے؟ یا آسمانوں کی تخلیق میں ان کا کیا حصہ ہے؟ اس سے پہلے آئی ہوئی کوئی کتاب یا تمہارے پاس کوئی علمی ثبوت ہو تو اُسے لاؤ اگر تم سچے ہو۔“

بقیہ : اربعین اعتقادی

کتاب اللہ میں قرآن و سنت دونوں شامل ہیں، جیسا کہ صحیح بخاری کی ایک طویل حدیث میں اس کی وضاحت موجود ہے، ملاحظہ ہو صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۶۸۲۷، ۶۸۲۸

۲: کتاب و سنت پر مضبوطی سے چلنے کا حکم ہے۔ کیوں کہ یہ آسمانی وحی پر مبنی ہیں۔ اور تفرقہ بازی سے منع کیا گیا ہے۔ کتاب و سنت پر چلنے میں ہی کامیابی ہے۔ ان سے انحراف میں گمراہی ہے۔

۳: تمسک بالکتاب والسنۃ گمراہی سے بچنے کا واحد حل ہے۔

۴: انسانیت کی رشد و ہدایت کے لیے رسول اللہ ﷺ نے دو بہترین چیزیں چھوڑی ہیں: ایک قرآن دوسری اپنی سنت۔ ان دونوں پر عمل سے انسان کامیاب و کامران ہو جاتا ہے۔

۵: رسول اللہ ﷺ نے اپنی دعوت کا حق ادا کر دیا اور اس پیغام اسلام کو پہنچا دیا اس کی شہادت رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لی۔

۶: دین اسلام کتاب و سنت کی صورت میں مکمل ہو چکا اب اس میں کمی و بیشی کی ضرورت نہیں رہی۔

ضرورت کمپوزر

دارالدعوة السلفیہ و دفتر ہفت روزہ الاعتصام
۳- شیش محل روڈ لاہور، کے لیے ایک تجربہ کار
کمپوزر کی ضرورت ہے۔
ان تیج اور کورل ڈرامیں کام کرنے والے کمپوزر
جلد از جلد رابطہ کریں۔

مشاہرہ حسب لیاقت

باقی امور ملاقات کے وقت طے ہوں گے۔

رابطے کے لیے: 0300-9473913

مشرکین جو بڑے زور شور سے اپنے بتوں کی عبادت کیا کرتے تھے اور اگر اس پر انھیں ٹوکا جاتا تو وہ بہت برہم ہوتے ان سے پوچھا جا رہا ہے کہ جن کو تم نے معبود بنا رکھا ہے، اللہ تعالیٰ کی عبادت کو چھوڑ کر تم نے ان کی پوجا شروع کر رکھی ہے کیا اس کی کوئی معقول وجہ بھی بتا سکتے ہو؟ کیا کرہ ارضی کی کسی چیز کے وہ خالق ہیں، آسمان کی آفرینش میں کیا ان کا کوئی حصہ ہے؟ اگر تمہارے پاس کوئی تحریری ثبوت ہے تو پیش کرو اور اگر تم خود اس بات کا اعتراف کرتے ہو کہ اس وسیع و عریض کائنات کی ہر چھوٹی بڑی چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے پھر اس خالق و حکیم کو چھوڑ کر کسی پتھر، کسی بے روح یا ذی روح شے کی پوجا کرنا کتنی بڑی حماقت ہے۔ (ضیاء القرآن ۴/۴۷۲)

غور فرمائیں کہ یہاں ﴿مَنْ دُونُ اللَّهِ﴾ کا مفہوم بیان کرتے ہیں کہ پھر خالق و حکیم کو چھوڑ کر کسی پتھر یا کسی بے روح یا ذی روح شے کی پوجا کرنا کتنی بڑی حماقت ہے۔ لیکن اس کے باوجود صحیح العقیدہ لوگوں کے بارے میں لکھتے ہیں:

”بعض مہم جو لوگ جو ملت کے اتحاد کو انتشار کا شکار بنانا چاہتے ہیں، رات دن اس دُھن میں لگے رہتے ہیں کہ ملت میں نئی ملت تخلیق کریں وہ یہ آیت اہل سنت پر چسپاں کرتے ہیں۔ (معاذ اللہ) مجہد تعالیٰ اہل سنت میں سے کوئی ان پڑھ سے ان پڑھ بھی اللہ جل مجدہ کے سوا کسی کی خدائی اور الوہیت کا عقیدہ فاسد نہیں رکھتا۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب تمام نبیوں کے سردار، تمام رسولوں کے تاج، اپنے آقا و مولیٰ اور دونوں جہانوں کے سردار محمد ﷺ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ ”اشھد ان محمدا عبده ورسوله“ اور نماز میں کئی کئی بار اس شہادت کا اعادہ کرتا ہے تو وہ کسی اور کو کیونکر خدا یا خدا کا ہمسر اور شریک تصور کر سکتا ہے۔ یہ محض بہتان اور افتراء عظیم ہے کہ اہل سنت خدا کا شریک بناتے ہیں، هذا افک مبین و بہتان عظیم۔“

امن کی پکار

عطاء محمد جنجوعہ

امریکا مسلم دنیا میں کہیں اہل سنت اور کہیں اہل تشیع کو ساتھ ملا کر ریاستی نظام درہم برہم کر رہا ہے۔ وہاں زمین دوز ہوائی اڈے تعمیر کر رہا ہے۔ اگرچہ ظاہری حکمران مقامی ہیں دراصل حکومت کی باگ ڈور امریکا کے قبضے میں ہے۔ یہود و نصاریٰ کا اصل ہدف سعودی عرب ہے لیکن وہ اس پر حملہ کرنے سے قبل عراق اور مصر کے بعد پاکستان کو بھی خانہ جنگی میں دھکیلنا چاہتا ہے تاکہ وہ عملی تعاون نہ کر سکے۔ اگر کرے تو اسے مقامی مزاحمت کا سامنا کرنا پڑے۔ ۱۰۰ امرم کو سانحہ راولپنڈی بھی صہیونی سازش کا نتیجہ ہے۔

راجہ بازار راولپنڈی کی مسجد میں خطبہ جمعہ ہو رہا تھا۔ اس دوران ماتمی جلوس گزرا تو چند افراد نے مسجد میں گھس کر فائرنگ شروع کر دی متعدد نمازی ہلاک ہوئے ۱۰۰ سے زیادہ کانوں کو آگ لگادی گئی جس طرح مدرسہ کے طلباء کو بے دردی سے ذبح کیا گیا، غالب گمان یہی ہے کہ وہ مسلم پاکستانی نہ تھے بلکہ غیر ملکی درندے تھے۔

غور و فکر کا مقام ہے کہ سیاسی اجلاس ہو یا محفل نعت، پولیس مشکوک افراد پر کڑی نگاہ رکھتی ہے۔ اگر کسی کے پاس تیز دھار آلہ ہو تو پولیس نقص امن کے تحت گرفتار کر لیتی ہے۔ ملک میں امن و امان قائم کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ حکومت نے راولپنڈی کے جلوس کے شرکاء کو غیر مسلح کیوں نہ کیا اگر دہشت گردوں نے پولیس سے اسلحہ ”چین“ لیا تو انھوں نے بزدلی کا مظاہرہ کیوں کیا۔ ضلعی انتظامہ کا فرض تھا کہ وہ مسجد اور جلوس کی انتظامیہ سے مل کر جلوس گزرنے کا وقت مقرر کر لیتے ایسا کیوں نہ کیا گیا؟ مسجد کی حفاظت کے لیے پولیس مقرر تھی اور جلوس کے ساتھ بھی پولیس تھی۔ انھوں نے پاک فوج کی طرح دہشت گردوں کو کیفر کردار تک کیوں نہیں پہنچایا۔ سانحہ راولپنڈی وطن

طاغوتی قوتیں پاکستان کی ایک جہتی وسلامتی پارہ پارہ کرنے کی تگ و دو میں ہیں۔ اللہ کی نصرت سے پاکستان نے ایٹمی دھماکہ کیا تو سامراجی قوتیں پاکستان کو ناکام بنانے کے پلان پر سرگرم ہو گئیں کہ ایٹمی پلان کے غیر محفوظ ہاتھوں میں ہونے کا واویلا مچا کر حملہ کا جواز حاصل کیا جائے، چنانچہ ان کے ایجنٹ پاکستان کے شمالی علاقہ جات میں خود کش دھماکے کرتے آرہے ہیں۔ امریکا کی طرف سے ڈرون حملوں کا سلسلہ جاری ہے، ہلاک شدگان کے ورثاء مقامی باشندے مشتعل ہو جاتے ہیں۔ وہ اصل دشمن کو پہچاننے کی بجائے حکومتی اہل کاروں کو نشانہ بنا رہے ہیں۔ پاک فوج کو امن قائم کرنے کے لیے طاقت کا استعمال کرنا پڑ رہا ہے۔ برطانیہ نے برصغیر میں لڑاؤ اور حکومت کرو کی پالیسی کے تحت مسلمانوں ہندوؤں اور سکھوں کو آپس میں الجھائے رکھا۔ اور ان کی ایک صدی تک حکومت قائم رہی۔ آج بھی سامراجی قوتیں پاکستان میں مذہبی سیاسی ونسلی تحریکوں کو پروان چڑھا رہی ہیں۔ جن پر بغاوت کے مقدمات درج ہوتے ہیں ان کو اپنے ملک میں سیاسی پناہ دے رہی ہیں۔

امریکا نے صدام کو آلہ کار بنا کر شیعہ سنی فساد کی آگ بھڑکائی جس نے اہل تشیع کی آزادی غصب کر لی یہی وجہ ہے کہ جب امریکا نے عراق پر حملہ کیا تو عراق و ایران کے شیعوں نے صدام کی مخالفت کی بنا پر امریکا سے تعاون کیا۔ شام میں بشار الاسد کے مظالم کے خلاف اہل سنت نے تحریک شروع کی تو سعودی عرب و متحدہ ریاستوں کی اہل سنت برادری کی اخلاقی و عملی ہمدردی حزب اختلاف کے ساتھ ہے۔ بشار الاسد کی حکومت کے خاتمے کے لیے خارجی حملے کے لیے بے تاب ہیں۔

عزیز کو خانہ جنگی کی پلیٹ میں دینے کی سازش تھی۔

ایک اور پہلو پر غور کریں کہ اہل سنت نے سانحہ میں ملوث مجرموں کو گرفتاری کے لیے ۲۲ نومبر کو احتجاج کی کال دی امریکا نے ۲۱ نومبر کو خیبر پختون خواہ کے علاقہ ہنگو میں علی الصبح مدرسہ مفتاح القرآن کو نشانہ بنایا اس ڈرون حملہ میں ۶ جاں بحق ۸ زخمی ہوئے امریکا نے جلتی پرتیل ڈال کر مظاہرین کو مشتعل کرنے کی کوشش کی۔ اس بنا پر میرا نقطہ نظر ہے سانحہ راولپنڈی میں غیر ملکی ایجنسی کے دہشت گرد تھے جن کا مقصد خانہ جنگی کی کیفیت پیدا کر کے ثابت کرنا تھا کہ پاکستان ناکام ریاست ہے۔ اور اس کے ایٹمی ہتھیار غیر محفوظ ہیں۔

پاکستان میں مذہبی دہشت گردی کا پہلا واقعہ ۲۳ مارچ ۱۹۸۷ء کو لاہور میں ہوا جس میں خطیب ملت علامہ احسان الہی ظہیر رحمہ اللہ سمیت متعدد علماء شہید ہوئے، ربع صدی گزر گئی لیکن مجرموں کو گرفتار کر کے سزا نہ دی گئی۔ بعد ازاں شیعہ سنی تحریکوں کے تصادم کے دوران نام و نہر قائدین دہشت گردی کا نشانہ بنے۔ مساجد امام بارگاہوں میں دھماکوں کے دوران بے گناہ شہری ہلاک ہوئے۔ لیکن ان کے مجرموں کو سزا عام سزا نہیں دی گئی۔

سانحہ راولپنڈی کے مجرموں کی گرفتاری کے لیے احتجاج کرنا شہریوں کا جمہوی حق ہے۔ لیکن احتجاج کی آڑ میں قومی وسرکاری املاک کو نقصان پہنچانا غیر ارادی طور پر صہیونی منصوبہ خانہ جنگی کو تقویت دینے کے مترادف ہے۔

جمہوری نظام حکومت میں مذہبی آزادی ہر شہری کا بنیادی حق ہوتا ہے۔ وہ جو چاہے مذہب اختیار کرے۔ اپنے بزرگوں کی یاد میں مذہبی رسومات ادا کرے لیکن دوسروں پر زبردستی نظریات ٹھونسنا بہ صورت دیگر ان کی جان کے درپے ہو جانا دوسروں کے اسلاف کو برا بھلا کہنا آزادی نہیں دوسرے شہریوں کی حق تلفی ہے۔ جگر گوشے بتول حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما سے محبت ایمان کا جزو ہے۔ جن کے بارے میں خیر صادق علیہ السلام نے فرمایا: وہ جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔ حسن و حسین رضی اللہ عنہما جنت کے پھول ہیں۔

وہ حکمران طبقہ جنہوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا یا جنہوں نے حضرت حسین اور ان کے رفقاء کو شہید کیا، جنہوں نے ساتھ دینے کا وعدہ کر کے بے وفائی کی۔ حتیٰ کہ وہ لوگ جو بالواسطہ یا بلا واسطہ ملوث تھے ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔ لیکن حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا نوحہ پڑھنے کی آڑ میں ان ہستیوں پر تبرا کرنا جو اس واقعہ سے کئی سال قبل فوت ہو چکے، یہ مذہبی آزادی نہیں دل آزاری ہے۔ اتحاد بین المسلمین کی پکار نہیں بلکہ فتنہ فساد پھیلانے کی لٹکار ہے۔

شہریوں کے حقوق و فرائض کا تعین کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ چنانچہ حکومت نے فوری طور پر سانحہ راولپنڈی کی تحقیق کے لیے ہائی کورٹ کے جج کی سربراہی میں کمیٹی تشکیل دی ہے جو نہایت سرعت سے مطلوبہ افراد کے بیانات قلمبند کر رہی ہے۔ نتائج آنے تک صبر کیجیے کہ صبر و استقامت کا مظاہرہ کرنا حسینی شیوہ ہے۔

شیعہ سنی فسادات کے خاتمہ کے لیے مستقل بنیادوں پر پائیدار لائحہ عمل طے کرنے کی ضرورت ہے۔ عوام کے منتخب نمائندوں پر مشتمل پارلیمنٹ موجود ہے۔ چند معاملہ فہم مخلص ارکان پر مشتمل کمیٹی تشکیل دی جائے۔ ملی یک جہتی کونسل نے گزشتہ دور میں مذہبی امن کی فضا سازگار کرنے میں اہم کردار ادا کیا اس کو متحرک و فعال کرنے کی ضرورت ہے۔ چونکہ جمہوری ملک میں ہر مذہب و ملت کے پرستاروں کو غمی و خوشی کے تہوار منانے کی آزادی حاصل ہوتی ہے اس لیے ان پر قدغن لگانا آزادی کے منافی ہے۔ البتہ قومی ارکان کی امن کمیٹی اور ملکی یک جہتی کونسل کو ان مذہبی تہوار منانے کا متفقہ لائحہ عمل طے کرنا چاہیے جس کا مرکز و محور آزادی تو ہو دل آزاری نہ ہو۔ فساد کا موجب نہ ہو امن و سلامتی کا پیغام ہو۔ عالم اسلام کو مذہبی بنیاد پر ہلاکوں میں تقسیم کرنا صہیونی منصوبہ ہے۔

اللہ تعالیٰ مسلم دنیا کو صہیونی شر سے محفوظ رکھے۔ وطن عزیز میں یک جہتی و سلامتی کی فضا برقرار رکھے۔ آمین۔



تجربہ

ٹرپولنر اینڈ ٹورز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

ستے اور معیاری

روانگی گروپ 22 دسمبر 2013ء

زیر قیادت: مولانا محمد زبیر عقیل فاضل

قریب ترین رہائش

ایئر کنڈیشنڈ ٹرانسپورٹ

ڈومیسٹک اور انٹرنیشنل ستے ایئر ٹکٹس

عمومہ
پیکجیجر

محمد نواز ڈوگر

محمد زبیر عقیل

0300-4699430

0300-8450426



شناور سنٹر موٹر سمن آباد ملتان روڈ لاہور 2-042-37525001

فہرست اردو کتب

محمد عطاء اللہ حنیف لائبریری

دار الدعوة السلفیہ، لاہور

۳۱

۲۹۷ء۸۹ پرویز	ت ۴۱۱۴	تذخیر الناس بین شر الخناس، ص: ۲۶۔ ستارہ مندر پریس کلکتہ۔
پ ۴۶۵ ق	۲۹۷ء۸۹	۲: مولوی غلام علی قصوری۔ رسالہ اثنا عشر، ص: ۵۶۔ مطبع حسامی لاہور۔
پ ۴۶۵ ق	۲۹۷ء۸۹	۳: حکیم فخر الدین۔ صیانت الانسان عن لمة الشیطان، ص: ۴۳۰۔ مطبع احمدی۔
پ ۴۶۵ ق	۲۹۷ء۸۹	۴: عبدالاحد خان پوری۔ العمر الغاتہ، ص: ۱۶۔ مطبع آفتاب امرتسر۔
پ ۴۶۵ ق	۲۹۷ء۸۱	حافظ عزیز الدین۔ (مجموعہ ۳ کتب)
پ ۴۶۵ ق	ع ۲۱ م	مطرق الحدید، ص: ۱۲۰۔ مطبوعہ جید برقی پریس دہلی۔
پ ۴۶۵ ق	۲۹۷ء۸۹	۲: آزاد رحمانی۔ انتقاد صحیح بجواب ذیل رکعات تراویح، ص: ۱۷۸۔ مطبوعہ سرفراز قدیمی پریس۔
پ ۴۶۵ ق	۲۹۷ء۸۹	۳: ملا علی قاری۔ تزیین العبادۃ لتعین الاشارة: ص: ۴۰۔ ثنائی برقی پریس۔
پ ۴۶۵ ق	۲۹۷ء۸۲	ابوبکر
پ ۴۶۵ ق	ن ۹۲۷	آغا خانیت کیا ہے؟، ص: ۷۴۔ سواد اعظم اہل سنت پاکستان۔
پ ۴۶۵ ق	۲۹۷ء۸۹	مفتی رشید احمد
پ ۴۶۵ ق	۲۶ بو	بھیڑ کی صورت میں بھیڑ یا یعنی دین دار انجمن، ص: ۱۲۵۔
پ ۴۶۵ ق	۲۹۷ء۸۹	بہائی
پ ۴۶۵ ق	ب ۸۵۹	قیدی اور سلاطین، ص: ۶۲۔ بہائی پبلشنگ کراچی۔
پ ۴۶۵ ق	۲۹۷ء۸۹	صدیق دین دار
پ ۴۶۵ ق	۲۹۷ء۸۹	قرآن کا سیاسی نظام، ص: ۴۱۔ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔
پ ۴۶۵ ق	۲۹۷ء۸۹	قوموں کا تغیر، ص: ۳۲۔ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔
پ ۴۶۵ ق	۲۹۷ء۸۹	کیا قائد اعظم پاکستان کو سیکولر سٹیٹ بنانا چاہتے تھے، ص: ۳۵۔ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔
پ ۴۶۵ ق	۲۹۷ء۸۹	کیا اسلام ایک چلا ہوا کارتوس ہے، ص: ۴۷۔ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔
پ ۴۶۵ ق	۲۹۷ء۸۹	کیا تمام مذاہب یکساں ہیں، ص: ۴۸۔ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔
پ ۴۶۵ ق	۲۹۷ء۸۹	مقام محمدی، ص: ۴۰۔ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔
پ ۴۶۵ ق	۲۹۷ء۸۹	ماء وزے تنگ اور قرآن، ص: ۶۱۔ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔
پ ۴۶۵ ق	۲۹۷ء۸۹	عبدالرحمن کیلانی
پ ۴۶۵ ق	ک ۹۰۴	آئینہ پرویزیت۔ حصہ اول تا ہشتم، ص: ۹۸۴۔ مکتبہ اسلام و سن پورہ لاہور۔
پ ۴۶۵ ق	۲۹۷ء۸۹	عبدالعظیم یوسف پوری (مجموعہ ۴ کتب)

(۳۵۵ق) قادیانی غیر مسلم کیوں؟ ص: ۱۶۸۔ مکتبہ المنیر۔
 ۲۹۷ء ۸۹۳ مولانا فضل الرحمن
 ف۳۶۵ع علمی جائزہ، ص: ۴۰۔ ناشر: دارالدعوة السلفیہ، لاہور۔
 ۲۹۷ء ۸۹۳ مظہر حسین
 ح۳۵ج چودہویں صدی کا مسیح، ص: ۵۱۳۔ مطبع اہل حدیث امرتسر۔
 ۲۹۷ء ۸۹۳ محمد امام الدین (مجموعہ کتب)
 (۶۷خ) خط و کتابت بامرزا احمد قادیانی، ص: ۵۰۔ مطبع عزیز لاہور۔
 ۲: مرزا محمود احمد۔ غلام احمد قادیانی مسیح موعود پر
 مخالفین کے اعتراضات کے جوابات۔ ص: ۱۶۔ ضیاء
 الاسلام پریس۔
 ۲۹۷ء ۸۹۳ ثناء اللہ امرتسری (مجموعہ ۲ کتب)
 ث۷۲ص صحیفہ محبوبیہ، ص: ۷۶۔ مطبع اہل حدیث۔
 ۲: مولوی محمد حسین۔ قادیانی حلف کی حقیقت،
 ص: ۳۶۔ ناشر: رکن اہل حدیث سکندر آباد۔

اساتذہ کی ضرورت

ادارہ نصر الائمہ کھیالی بانی پاس گوجرانوالہ کو ایسے شادی شدہ
 اساتذہ کی ضرورت ہے جو درس نظامی کی کلاسوں کو پڑھانے کا تجربہ
 رکھتے ہوں۔
 اساتذہ میاں اور بیوی ہوں تو انھیں ترجیح دی جائے گی تاکہ بچوں
 کے ساتھ بچیوں کو بھی تعلیم دے سکیں۔
 ابوالاحشام حمزہ طور ناظم ادارہ، رابطہ نمبر: 0333-8112611

تعاون کی درخواست

مرکز محمد رسول اللہ ﷺ (ٹھٹھہ مینے کا، چک ۵۸۰ گ ب موضع دانا
 پور ضلع فیصل آباد) زیر تعمیر ہے۔ اس کے لیے نقدی، بجری، سریا، سیمنٹ
 وغیرہ تعمیر سامان درکار ہے۔ تعاون فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔
 حافظ وقاری محمد ادریس کاشف، ناظم مرکز ہذا۔
 0300-7848915

ص۵۴) امام الناس، ص: ۸۴۔ ممبران دین دارانجمن، دکن۔
 قادیانیت:
 ۲۹۷ء ۸۹۳ علامہ اقبال
 (۷۷۷) اسلام اور قادیانیت، ص: ۳۷۔ شنگریلا پرنٹرز فیصل آباد
 ۲۹۷ء ۸۹۳ عبدالمنان نور پوری۔
 ع۵۳۲ک کیا مرزا قادیانی نبی ہے، ص: ۴۷۔ ناشر: جاوید اقبال
 سیالکوٹی۔ (۲ عدد)
 ۲۹۷ء ۸۵۳ محمد عثمان
 ع۶۲ت تذکرۃ العباد، ص: ۱۵۶۔ برقی مطبع امرتسر۔
 ۲۹۷ء ۸۹۳ محمد چراغ
 ج۴۱ج چراغ ہدایت، ص: ۳۲۹۔ جامعہ عربیہ گوجرانوالہ۔
 ۲۹۷ء ۸۹۳ محمد اسحاق
 (۷۷۷) فتح نمایاں، ص: ۸۰۔ شریف سعید انجم۔
 ۲۹۷ء ۸۹۳ محمد بشیر
 ب۵۹۳س سپریم کورٹ پاکستان کا قادیانیوں کے بارے میں
 متفقہ فیصلہ، ص: ۲۳۔ دارالعلم، اسلام آباد
 ۲۹۷ء ۸۹۳ محمد داود ارشد
 (۳۵) مولانا ثناء اللہ امرتسری کے ساتھ مرزا جی کا آخری
 فیصلہ، ص: ۱۱۲۔ جماعت اہل حدیث، نارنگ منڈی۔
 ۲۹۷ء ۸۹۳ محمد بشیر (اردو ترجمہ)
 ق۶۲ قادیانیوں کے بارے میں وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ،
 ص: ۲۷۔ دارالعلم، اسلام آباد۔
 ۲۹۷ء ۸۹۳ محمد حسین بٹالوی
 ح۵۳۶پ پاک و ہند کے علمائے اسلام کا اولین متفقہ فتویٰ،
 ص: ۱۸۸۔ دارالدعوة السلفیہ، لاہور (۳ عدد)
 ۲۹۷ء ۸۹۳ ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری
 ث۷۲م مباحثہ سرگودھا، ص: ۱۱۲، ناشر، مکتبہ ناصر یہ۔
 ۲۹۷ء ۸۹۳ عبدالرحیم اشرف

محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حیبي ليس لى بعده حبيب
ومالسواه فى قلبى نصيب
حیبي غائب عن بصرى وشخصى
ولكن عن فؤادى لا يغيب

اعلان داخله

مرکز ندائے توحید اہل حدیث (ٹرست) کے زیر اہتمام
مدرسہ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا میں شعبہ حفظ اور درس نظامی میں
داخلہ جاری ہے۔

مڈل پاس اور حفظ کے لیے پرائمری پاس طلباء اپنے سربراہ
کے ساتھ رابطہ کریں۔

(ڈاکٹر امیر علی صدیقی، بانی و مہتمم مرکز ندائے توحید اہل

حدیث اڈانول پلاٹ، ضلع اوکاڑہ۔)

(فون 0301-7349698)

بقیہ: اللہ تعالیٰ سے محبت

۹: نیکی کرنے والے: ﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ

الْمُحْسِنِينَ﴾ [البقرة: ۱۹۵]

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں۔“

۱۰: توبہ کرنے والے: ﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ

التَّوَّابِينَ﴾ [البقرة: ۲۲۲]

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت زیادہ توبہ کرنے والوں سے محبت

کرتے ہیں۔“

یہ وہ دس (۱۰) خوش نصیب ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت
فرماں برداری اور محبت کے نتیجے میں اپنا پیار عطا فرمایا۔

جذبہ محبت بہت بڑی نعمت ہے اس نعمت کو صرف دنیا داروں یا دنیا
داری تک محدود رکھ کر ضائع نہ کریں، بلکہ اپنے رب سے محبت کریں
اور ہر چیز سے بڑھ کر کریں۔ پھر ان شاء اللہ اس محبت کا پھل میٹھا ہوگا
اس محبت کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں ہمیں اپنے
گھیرے میں لے لیں گی اور ہماری ساری زندگی خیر و برکت سے مالا
مال رہے گی۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں اپنے آپ سے

تفسیری خطبات کے سلسلے کی دونی کتابیں

خطبات سورۃ الحجرات || خطبات سورۃ العصر

صفحات: 448 قیمت: -/450 روپے

صفحات: 560 قیمت: -/600 روپے

علماء خطباء اور طلباء کے لیے
انتہائی رعایتی قیمت پر دستیاب ہیں۔

مؤلف: پروفیسر حافظ عبدالستار حامد

☆ مکتبہ اسلامیہ، ☆ مکتبہ قدوسیہ، ☆ نعمانی کتب خانہ، ☆ اسلامی اکادمی۔ اردو بازار، لاہور

☆ مکتبہ اہل حدیث، ☆ مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد

☆ والی کتاب گھر، ☆ مکتبہ نعمانیہ اردو بازار۔ گوجرانوالہ

ملنے کے پتے

ہفت روزہ الاعتصام کی جلدیں خرید فرمائیں

ہفت روزہ الاعتصام کے قدیم شماروں کی فائلیں برائے فروخت موجود ہیں۔ دینی جامعات کو ہدیہ کرنے کا بہترین صدقہ جاریہ
تخیر حضرات رابطہ فرمائیں۔

جامعات خود خریدنا چاہیں تو اُن کے لیے خاص رعایت۔ یاد رہے کہ الاعتصام میں اہل حدیث کی تاریخ اور خدمات کے ساتھ
ساتھ مختلف جامعات کی خدمات کا تذکرہ بھی محفوظ ہے، اُن کے اشتہارات بھی اور یہ لائبریریوں کی زینت بھی ہے۔ خطباء،
مدرسین اور مناظرین علماء کے لیے یہ زنجبیل بھی ہے۔ ☆ تعداد محدود ہے، اس لیے جلد رابطہ فرمائیں۔

نوٹ

اگر کوئی صاحب یا ادارہ ہفت روزہ ”الاعتصام“ کی مکمل فائل خریدنے کا خواہش مند ہو تو مناسب قیمت پر خریدنے کے لیے فوراً
رابطہ کرے۔ برائے رابطہ: ہفت روزہ الاعتصام، اسٹیشن محل روڈ، لاہور ۵۴۰۰۰ فون نمبر: 042-37354406

ماہر تعلیم شیخ العربیہ مولانا محمد بشیر کی دونی کتابیں پڑھیے۔

اللہ تعالیٰ نے عربی زبان کو دین اسلام اور امت مسلمہ کے تحفظ و ترقی کا ذریعہ بنایا، پھر اسلامی عربی تعلیم نظریہ پاکستان کی اساس بنی،
لیکن ہماری حکومت اور دینی مدارس اس کی تعلیم و ترقی پر سنجیدہ توجہ نہیں دی تو ہمارے اساسی نظریے کو کتنا ضعف پہنچا؟ اور ہمارے کتنے ملی، سفارتی،
تعلیمی اور مالی نقصانات مسلسل ہو رہے ہیں؟ دینی مدارس اور یونیورسٹیاں کتنے پسماندہ ہیں؟ ان کے طلبہ اور اساتذہ دینی، تعلیمی اور معاشی ترقی سے
کیسے محروم رہتے ہیں؟ آئیے اب اپنے ناظمین اور معلمین کو جدید طریقہ تعلیم کی تربیت دیں اور تعلیمی نظام کو نیچے سے اوپر تک ترقی دینے کے لیے
۱۔ درس نظامی کی اصلاح اور ترقی قیمت: ۶۰۰ روپے
پڑھیے، جو مسلم معاشرے اور ریاست میں عربی کے صحیح مقام اور صحیح طریقہ تعلیم کو واضح کرتے ہوئے ابتدائی مکاتب، مدارس اور یونیورسٹیوں
میں اس کی موثر تعلیم و ترقی کا انقلابی منصوبہ پیش کرتی ہے۔

۲۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں صرف ایک عید قیمت: ۱۶۰ روپے

جو عیدین سعیدین کے مبارک موقعوں پر امت مسلمہ کی وحدت و عظمت کے تحفظ کیلئے عالم اسلام کے عظیم علماء اور ماہرین فلکیات کے
مشترکہ مشاہدات اور تحقیق پر مشتمل ہے۔ ان دونوں کتابوں کو مملکت پاکستان کا ہر مسلمان عالم اور مفکر ضرور پڑھے۔ رعایت کے لیے رجوع کریں۔

بلاک 105، سٹریٹ 32، جی ٹاؤن ون اسلام آباد 2253733

۶۹۹۔ آ پوارہ مارکیٹ اسلام آباد 2875371

دارالعلم